شب)۔ستون (پرچم) سے انگلینڈ کا ''یونین جیک'' اتارا گیا اور بھارت کا قومی ترنگا جھنڈا لہرایا گیا۔ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کی آزادی کے دستاویز بھارت کے پہلے نامزد کردہ گورنر جنرل چکرورتی سی۔راج گوپالا چاری کو سُپرد کیے۔ اختیارات منتقل کرنے کا تمام تر عمل پورا ہوا۔ سارا ماحول مسرت وگل کاریوں سے گونج اُٹھا۔ 15 اگست 1947 کے روز بامسرت صبح نمودار ہوئی۔ سارے بھارت کے؛ چھوٹے بڑے مرد وزن نے مسرت اور جوش وخروش سے پہلی آزادی کا تہوار منایا۔ جگہ جگہ تورن باندھے گئے، اسکولوں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ بے شمار لوگوں نے جو عہد کیا تھا اس کے پورا ہونے پر راحت محسوس کی لیکن مہاتما گاندھی جی کو بے حد دُکھ ہوا اس لیے وہ گہرے دکھ اور پریشانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

آزاد بھارت اور اس کے فوری مسائل

ماؤنٹ بیٹن منصوبہ اور بھارتی آزادی کے قانون (India Independence Act, 1947) کے نتیجے میں ہندوستان کی تقسیم سے بھارت اور پاکستان جیسے دو ممالک وجود میں آئے۔ اس مرحلے میں ہی آزاد بھارت کے لیے (1) فوجی دستے (2) ملکیتوں کے مسائل (3) لین دین کے حساب (4) مہاجرین کے مسائل (5) عام خدمات اور اُس کے لیے عہدیداروں اور انتظامیہ، علاوہ ازیں (6) بھارت کی مغربی سمت پر واقع مغربی پاکستان اور شمالی سمت پر واقع شمالی پاکستان کی بین الاقوامی سرحدیں مقرر کرنا وغیرہ اہم مسائل تھے جن کا حل تلاش کرنا باقی تھا۔

ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ماؤنٹ بیٹن کی صدارت میں بھارت پاکستان کے دو-دو نمائندوں یعنی کُل پانچ نمائندوں کی کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے ایسے مسائل حل کرنے کے لیے دانشمندوں کی مختلف موضوعات کے بارے میں مختلف پنچ مقرر کیے۔ اگر کسی معاملے میں اختلاف رائے ہوتا تو بھارت کے ؛ایکس (ماضی) جسٹس کی صدارت میں بھارت کا ایک اور پاکستان کا ایک نمائندے کا ثالثی پنچ بنایا گیا۔ دونوں ملکوں نے اُس کے فیصلے کو آخری فیصلہ ماننا قبول کیا۔ بھارتی فوج کے سپہ سالار نے فوج اور فوجی اسلحہ جات کی تقسیم مکمل کرلی۔ اُس کے بعد برطانوی افواج بھارت سے روانہ ہوگئیں (فروری 1948)۔

فوجی، عدلیہ اور انتظامیہ وغیرہ خدمات دینے والے عہدیداروں اور کارکنوں کو بھارت یا پاکستان میں جہاں چاہیں وہاں خدمات دینے کا متبادل دیا گیا۔ ان کو تنخواہ - بھتّے، نوکری کا تحفّظ وغیرہ دینے کا یقین دِلایا گیا۔ دونوں ملکوں کے مہاجرین، ان کی اور دونوں ملکوں کی مِلکتیں، دھندے روزگار وغیرہ مسائل کو بہت ہی صبر وسکون سے اور دانشمندی سے نپٹائے گئے۔ بھارت کے چھوٹے بڑے 562 دیسی راجاؤں کو سردار ولبھ بھائی پٹیل نے اپنے یقین محکم اور فولادی عزم اور بحث ومباحثے کے ذریعے بھارت سنگھ میں شامل کرنے کا حل بڑی مستعدی سے کیا۔

اس طرح کے حالات کے باوجود ملک میں تقسیم کے سبب جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اس کے اثرات، مہاتما گاندھی جی کے قتل کا صدمہ، آزاد بھارت میں بہتر انتظامیہ بنا کر اُسے خود کفیل بنایا۔ زراعتی شعبے کی کمزور حالت، ملک میں دوبارہ امن وامان قائم کرنا، ملک کی داخلی اور خارجی سلامتی جیسے مسائل کا حل وغیرہ معاملات کے لیے طویل المیعاد منصوبہ بندی ضروری ہوگئی۔

مشق

.1 ذیل میں درج سوالات کے تفصیل سے جواب دیجیے:

(1) ہندچھوڑو تحریک اور اس کے مختلف واقعات درج کیجیے۔

(2) آزاد ہندفوج نے حصولِ آزادی کے لیے کی ہوئی کارگزاریوں کی تفصیلات درج کیجیے۔

.2 مختصر نوٹ لکھیے:

(1) سائمن کمیشن

(2) مکمل سوراج کی مانگ (مطالبہ)

(3) ڈانڈی کوچ

(4) سُبھاش چندر بوز

3. مندرجہ ذیل سوالات کے ایک دو جملے میں جواب لکھیے :

(1) بھارت کی عوام نے سائمن کمیشن کی مخالفت کیوں کی ؟

(2) آزاد ہند فوج کے نعرے کیا تھے؟

(3) ماؤنٹ بیٹن منصوبہ کب پیش ہوا ؟

(4) انگریزوں نے بھارت کو اقتدار سپرد کیا اس وقت بھارت کے پہلے ہندی گورنر کے طور پر کس کا تقرر کیا گیا ؟

4. مندرجہ ذیل متبادلات سے صحیح متبادل پسند کر کے جواب لکھیے :

(1) سائمن کمیشن کتنے ممبروں پر مشتمل تھا ؟

(A) 5 (B) 6 (C) 7 (D) 8

(2) ڈانڈی کوچ کب کی گئی ؟ ؟

(A) 12 اپریل 1930 (B) 12 مارچ 1931

(C) 12 مارچ 1930 (D) 12 مارچ 1929

(3) کس شخص نے ڈانڈی کوچ کا موازنہ 'مہا بھنشکرمن' کے ساتھ کیا ؟

(A) مہادیو بھائی دیسائی (B) سردار ولبھ بھائی پٹیل

(C) مولانا آزاد (D) سُبھاش چندر بوز

(4) ڈومینین اسٹیٹس یعنی کیا ؟

(A) نوآبادیاتی سوراج (B) فرقہ واریت

(C) مکمل سوراج (D) سرمختیار شاہی

(5) ''مونٹفرڈ کی اصلاحات'' کی ضروریات کے مطابق کتنے سال میں کمیشن قائم کرنے کی سہولت تھی ؟

(A) 20 سال میں (B) 10 سال میں

(C) 7 سال میں (D) 5 سال میں

(6) سائمن کمیشن کی مخالفت کرتے ہوئے لاٹھی چارج میں کس کی موت ہوئی تھی ؟

(A) پنڈت جواہر لال نہرو (B) لالا لاجپت رائے

(C) گووند ولبھ پنت (D) موتی لال نہرو

(7) نیتاجی' یہ پیار بھرا نام کسے ملا تھا ؟

(A) سُبھاش چندر بوز (B) ولبھ بھائی پٹیل

(C) راس بہاری بوز (D) جواہر لال نہرو

(8) ہندوستان کی تقسیم کے وقت بھارت میں گورنر جنرل کون تھے ؟

(A) موٹیگیو چیمسفرڈ (B) ویلزلی (C) ماؤنٹ بیٹن (D) ڈلہوزی

سرگرمی

- ڈانڈی کوچ کا راستہ گجرات کے خاکے میں درج کریں۔
- ڈانڈی کوچ میں حصّہ لینے والوں کی فہرست بنائیے۔
- سُبھاش چندر بوز کی کتاب حاصل کر کے مطالعہ کیجیے۔

6 1945 کے بعد کی دنیا

عہد قدیم میں بھارت اور پوری دنیا میں لاتعداد جنگیں ہوئی ہیں جن کی تفصیلات سے تاریخ کے صفحات پُر ہیں۔ اُس کے باوجود ان جنگوں میں یاد رہنے والی اور پوری دنیا کو متاثر کرنے والی جنگوں میں اکثر دورِ جدید کی دو عظیم جنگوں (پہلی عالمی جنگ اور دوسری عالمی جنگ) کا شمار کیا جاسکتا ہے۔ پہلی عالمی جنگ کے خاتمے پر دنیا میں مستقل امن قائم رکھنے کے مقصد سے انجمنِ اقوام کی بنیاد رکھی گئی۔ لیکن اُس کی بعض حدود کی وجہ سے وہ ناکام ثابت ہوئی اور عیسوی سن 1939 میں دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران تباہ کن اور خوفناک صورتِ حال کی وجہ سے بنی نوع انسان کی امن وسلامتی اور آزادی کے تحفظ کے لیے کی گئی کوششوں کی ایک بار پھر سے ضرورت محسوس ہوئی۔ نتیجے کے طور پر اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی گئی (24، اکتوبر 1945)۔

اقوامِ متحدہ کا دستاویز

اقوامِ متحدہ کے دستاویز کا آغاز تمہید سے ہوتا ہے۔ اُس میں اقوامِ متحدہ کے قیام کے مقاصد پیش کیے گئے ہیں۔ یہ مقاصد ذیل کے مطابق ہیں :

(1) بین الاقوامی امن وسلامتی قائم کرنا۔ اس کے لیے امن وسلامتی میں مداخلت کرنے والے عوامل کو روکنا یا دور کرنا نیز حملوں کو یا امن کو نقصان پہنچانے والی سرگرمیوں کو ضم کرنا۔ مؤثر طور پر مجموعی اقدامات اُٹھانا، بین الاقوامی سطح پر پیش آنے والے تمام مسائل کو پُرامن وسائل کے ذریعے حل کرنا۔

(2) خود کے فیصلے اور یکساں حق کی بنیاد پر ملک–ملک کے درمیان دوستانہ تعلقات کو ترقی دینا نیز عالمی امن قائم رکھنے کے لیے تمام موزوں اقدامات لینا۔

(3) اقتصادی، سماجی، تہذیبی یا انسانیت پرست مسائل کو حل کرنے کے لیے بین الاقوامی تعاون حاصل کرنا نیز ذات، زبان، جنسی (تذکیر وتانیث) یا مذہب کی تفریق کے بغیر تمام انسانوں کے لیے بنیادی آزادی یا انسانی حقوق کی جانب جذبۂ احترام پیدا کرنا۔

(4) اِن یکساں مقاصد کو بَر لانے کے لیے کوشاں رہنے والے مختلف ممالک کے کاموں کے درمیان قربت پیدا کرنے والی مرکزی تنظیم کے طور پر کام کرنا۔

اِس طرح، دستاویز سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں امن وسلامتی قائم کرنا اقوامِ متحدہ کا اہم نصب العین ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے۔

سرد جنگ (1945-1962) وجوہات اور نتائج

دوسری عالمی جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگلینڈ اور فرانس جیسی عظیم طاقتوں کی عالمی نمائندگی (لیڈرشپ) امریکہ اور روس نے لی۔ جنگ میں انگلینڈ، فرانس، روس، امریکہ ایک ساتھ تھے لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد روس کے طرزِ حکومت کا نظریہ مختلف ہونے کی وجہ سے امریکہ اور انگلینڈ روس سے الگ ہوگئے۔ جنگ کے بعد کے دور میں اِن دونوں عظیم طاقتوں نے عالمی سیاست میں مرکزی مقام پر رہ کر دونوں نے دنیا میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کے لئے فعّال رہیں۔ اس دوران دنیا دو طاقتور جماعتوں اور فوجی جماعتوں میں منقسم ہوگئی۔ اقتدار کے دو مرکز (امریکہ اور روس) بن گئے۔ اس لیے اس دور کو ''دو مرکزی عالمی نظام کا دور'' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ عالمی جنگ کے بعد اِن دو عظیم طاقتوں کے درمیان تعلقات خوشگوار نہ رہے۔ دونوں جماعتوں کے درمیان غیر مطمئن ماحول تیار ہوا۔ اقتدار حاصل کرنے کے لئے کھینچا تانی اور نہایت کشیدہ (تنگ) حالات پیدا ہوئے جس کی وجہ سے اس دور کو ''سرد جنگ کا دور'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا کے اہم طاقتور ممالک کے درمیان اقتداری تعلقات میں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ نازی ازم جرمنی اور فاشزم اٹلی کے خلاف دوست ممالک کے طور پر لڑے اور فتحیاب ہونے والے امریکہ اور روس دو مخالف اقتداری جماعت اور فوجی جماعت بنیں۔ دونوں ہی طاقتور ممالک بنے اور دونوں میں سرد جنگ کا آغاز ہوا۔ برطانیہ اور فرانس کی فتح تو ہوئی مگر جنگ میں ہونے والی خوفناک تباہی کی وجہ سے دو عظیم طاقتور کے طور پر حاصل ہونے والے درجے سے محروم ہوگئے۔ جنگ میں ناکام ہونے والے جرمنی، اٹلی اور جاپان اقتصادی، سیاسی اور فوجی اعتبار سے برباد ہوگئے۔ جنگ کے آخری مرحلے کے دوران سوویت یونین (روس) نے جرمنی کے مشرقی علاقے کے علاوہ دوسرے مشرقی یورپ کے ممالک جیسے کہ آسٹریا، البانیہ، ہنگری، یوگوسلاویہ، زیکوسلاویہ، پولینڈ، رومانیہ، بلغاریہ اور بالٹک ریاستوں پر اپنا فوجی قبضہ حاصل کیا۔ اِن ممالک میں کمیونسٹ جماعتوں کو اقتدار سونپا۔ تاکہ ان پر روس (سوویت یونین) کا اثر ورسوخ رہے۔ اس دوران روس

نے ایٹمی دھماکہ (1949) کرکے امریکہ کو جو ایٹمی طاقت (ایٹم بم) کا حامل واحد ملک تھا اُس کی اجارہ داری کو للکارا۔ مغربی یورپ کے جن ملکوں کو برطانوی امریکی افواج نے آزاد کیا تھا وہاں آہستہ آہستہ جمہوری نظام قائم ہوا۔

فوجی گروہوں میں منقسم دنیا

دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ اور دنیا کے ممالک میں ایک دوسرے طاقتور گروہوں کے ساتھ شامل ہوکر دوسمتوں میں تقسیم ہونے کا مرکزی ردِّعمل شروع ہوا اور ترغیب پایا۔ دونوں طاقتور گروہوں کے درمیان بے اعتمادی اور بدگمانی کا ماحول پیدا ہوا جس کی وجہ سے کئی فوجی گروہوں کی تشکیل ہوئی۔ سوویت سنگھ اور کمیونسٹ سے بچنے کے لیے امریکہ کی ترغیب سے شمالی اوقیانوس کے ساحل پر واقع 'ناٹو' نامی ایک انجمن (North Atlantic Treaty Organization, NATO) اپریل 1949 میں تشکیل پائی۔ جنوبی اور مشرقی ایشیا کے ممالک کے تحفظ کے لیے دوسری فوجی انجمن قائم ہوئی۔ یہ انجمن South East Asia (SEATO) Treaty Organization 1954 کے طور پر پہچانی گئی۔

ان فوجی انجمنوں کے خلاف روس نے 'وارسا معاہدہ' کے نام سے ایک فوجی انجمن کا قیام کیا۔ اس انجمن کے اراکین ممالک البانیہ، بلغاریہ، زیکوسلاویہ، مشرقی جرمنی، ہنگری، پولینڈ، رومانیہ اور روس تھے۔ وسطی مشرقی ملکوں میں انگلینڈ کی ترغیب سے سینٹو (Central East North Treaty Organization-CENTO) (بغداد معاہدہ) نامی ایک انجمن قائم ہوئی۔ لیکن عراق میں انقلاب ہونے سے وہ انجمن سے الگ ہوگیا۔ بعد میں اس انجمن کی سربراہی امریکہ نے کی۔

اسلحہ جات، عدم اسلحہ جات، ایٹمی ہتھیاروں کی پیداوار اور انکا استعمال

سرد جنگ کے دوران پوری دنیا پر اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کے لیے دونوں عظیم طاقتوں کے درمیان شدید مقابلہ آرائی ہوئی اور اسلحہ جات کی حریفائی اور اسلحہ کی پیداوار میں اضافے کی حریفائی ہوئی۔ امریکہ نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملہ کرکے اپنی بہادری ثابت کی (1945)۔ اس کے بعد کے چار سالوں میں سوویت یونین (روس) نے ایٹمی دھماکہ کرکے اپنی بہادری ثابت کی۔

امریکہ کے جنوب مغرب میں واقع کمیونسٹ نظامِ حکومت والے کیوبا کی ناکا بندی ظاہر کی۔ امریکہ نے عیسوی سن 62-1961 کے دوران امریکہ کے حملے کے خوف سے کیوبا کا تحفظ کرنے کے لیے سوویت یونین نے ایٹمی ہتھیاروں سے لیس میزائل والے جہاز کیربین سمندر میں روانہ کیے۔ دونوں عظیم طاقتوں نے ایک دوسرے کو ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال کرنے کی دھمکی دی۔ آخرکار امریکہ اور سوویت یونین کے سربراہوں کے درمیان پہلی بار 'ہوٹ لائن' پر گفتگو ہوئی۔ جس کی وجہ سے سوویت یونین نے اپنے جہاز واپس لانے کا فیصلہ کیا اور جہاز واپس بلا لیے اور دونوں کے درمیان جنگ کا واقعہ ٹل گیا۔ اس واقعے کو ''کیوبا کی کشمکش'' یا ''کیوبا کے ہنگامی حالات'' کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے دونوں عظیم طاقتوں کی (ایک دوسری) باہمی گفتگو شروع ہوئی، دونوں عظیم طاقتوں کے درمیان غلط فہمی اور بدگمانی دور ہونے لگی۔ دونوں عظیم طاقتوں نے ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال نہ کرکے انسانی مفاد اور فلاح وبہبودی کے کام انجام دیے۔ اسی لیے کیوبا کے ہنگامی حالات کو ''سرد جنگ کے خاتمے'' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

امریکہ سوویت یونین اور برطانیہ ایٹمی ہتھیاروں کی اسلحہ اندوزی اور ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال نہ کرکے ایٹمی دھماکہ اور عدم اسلحہ جات نیز ہتھیاروں کی پیداوار اور فراوانی کرنے پر پابندی عائد کرنے سے دونوں متفق الرائے ہوئے۔ اسے ''محدود ایٹمی دھماکہ بند صلح'' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ اس صلح نامے پر فرانس نے دستخط نہیں کیے اور ایٹمی دھماکے جاری رکھے۔ ساتھ ہی چین نے بھی اس صلح نامہ پر دستخط نہیں کیے اور 1964 میں ایٹمی دھماکہ کیا۔ یہ صلح نامہ ایک ملک کا دوسرے ملک پر ایٹمی دھماکہ کرنے پر پابندی عائد کرتا تھا۔ اُس کے باوجود دنیا کے پانچ ممالک ایٹمی طاقت والے ممالک بن چکے تھے۔ چین کے علاوہ چار اقوامِ متحدہ کے سلامتی سمیتی کے مستقل (قائمی) ممبر ممالک تھے (ویٹو پاور والے)۔

اِن پانچ ملکوں کے پاس ایٹمی ہتھیار بنانے کی اشیاء، کیمیاوی ہلاکت خیز اسلحہ نیز دور کے فاصلے تک پھینکے جانے والے میزائل کی پیداوار کرنے کی جدید ٹیکنالوجی تھی۔ صرف بنی نوع انسان ہی نہیں بلکہ پوری ذی روح کائنات کے ساتھ تمام دنیا کو بار بار ہلاک کرنے والے ممالک کے خوف تلے دنیا دبی ہوئی تھی۔

دو عظیم طاقتوں کے درمیان سرد جنگ کی شدت کم ہونے سے اُن کے درمیان تعلقات کے اصلاح کا عمل شروع ہوتے ہی عظیم طاقتوں نے ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی عائد کرنے اور اُن میں کمی کرنے کے صلح نامہ پر دستخط کیے ہیں۔ بھارت نے ان معاہدوں کو تسلیم کیا ہے مگر وہ ہمیشہ عدم اسلحہ جات کی حمایت کرتا ہے۔ جب تک ایٹمی ہتھیاروں کی مکمل طور پر عدم اسلحہ جات نہیں ہوگا تب تک دنیا ایٹمی ہتھیاروں کے خطروں سے آزاد نہیں ہوسکے گی بلکہ دنیا کو ایٹمی خطرے کے تحت ہی جینا پڑے گا۔

ایشیا میں آزاد ممالک کا عروج

دوسری عالمی جنگ کے دوران ہی غلام ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوچکی تھیں۔ بھارت میں برطانیہ کی امتیازی پالیسی کی وجہ سے آزادی حاصل ہوتے ہی بھارت کے دو حصّے ہوگئے جس کی وجہ سے بھارت اور پاکستان جیسے دو آزاد ممالک وجود میں آئے۔ آزادی کی طویل تحریک کے بعد بھارت آزاد ہوا (1947)۔ اسی طرح برطانیہ کے ساتھ کئی ممالک نے جدّ وجہد (تحریک) کرکے آزادی حاصل کی۔ اُس میں برما اور شری لنکا (1948)، انڈونیشیا (1949) آزاد ہوئے۔ اُس میں اقوامِ متحدہ کا عطیہ اہم تھا۔ ایشیائی ممالک لا اوس-کمبوڈیا بھی آزاد ممالک بنے۔

افریقہ میں آزاد ممالک کا عروج

دوسری عالمی جنگ کا افریقہ کے غلام ممالک کے لیے خوشگوار نتیجہ نکلا۔عظیم جنگ کا خاتمہ ہوا تب ابیسینیا (ایتھوپیا)، جنوبی افریقہ سنگھ، مصر آزاد تھا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران اور بعد میں بھی ایشیا کے ممالک میں ہونے والی آزادی کی تحریکیں تیز تر بنیں اور آزادی کا مطالبہ کرنے لگیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ 1951 سے 1966 تک کے سولہہ سال کے عرصے میں افریقہ کے تقریباً 40 چھوٹے بڑے ملکوں نے آزادی حاصل کی۔ ملک گیری کرنے والی حکومتوں کا دنیا میں اپنا قابو کم نہیں کرسکتی تھیں اس لیے اُنہوں نے حکومت قائم رکھنے کی کوشش بھی کی تھیں، لیکن کئی ممالک اِن دوعظیم اقتداری گروہ یا فوجی گروہ کے ساتھ شامل نہ ہوکر خود آزاد رہ کر اپنے ملک کی آزادی کے لیے ترقی کے خواہاں تھے۔

غیر جانبدارانہ تحریکیں

دنیا کی دوعظیم طاقتوں میں دنیا منقسم ہوگئی، دومخالف عظیم اقتداری گروہ اورفوجی گروہ (امریکہ اور روس) کے ساتھ کئی ممالک شامل ہوئے اور کئی ممالک شامل نہیں ہوئے یعنی کہ دنیا میں کوئی بھی اقتداری گروہ یا فوجی گروہ میں شامل نہ ہونے والے ممالک غیر جانبدار ہیں اور انہوں نے جو پالیسی اپنائی وہ خارجہ پالیسی ''غیر جانبدارانہ پالیسی'' کے طور پر پہچانی جاتی ہے۔

دنیا کی دوعظیم طاقتوں کے کسی ایک نظریے میں شامل نہ ہوکر غیر جانبدار رہ کر ممالک ایک دوسرے کے تعاون سے، لیکن اپنے نئے وجود کے ساتھ مسلسل ترقی کرنا چاہتے تھے۔ اُس وقت بھارت کے وزیرِ اعظم جواہر لال نہرو، انڈونیشیا کے راشٹر پتی سُکرنو، مصر کے راشٹر پتی کرنل ناصر اور یوگوسلاویہ کے راشٹر پتی مارشل ٹیٹو کا غیر جانبدارانہ پالیسی کو بے حد مضبوط و مستحکم تعاون حاصل رہا۔ غور وفکر کے بعد انڈونیشیا کے بانڈونگ شہر کے قریب غیر جانبدار ممالک کی ایک مجلس منعقد ہوئی (1955)۔ اس مجلس میں ایشیا کے 23 اور افریقہ کے 6 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ مجلس نے غریب ممالک کے درمیان تہذیبی اور اقتصادی اِمداد میں اضافہ کرنے اور ملک گیری کی مخالفت کرنے کے مقصد کا اعلان کیا تھا۔ اس مجلس میں غیر جانبدار ممالک کے اتحاد کا خاکہ اور مستقبل میں ہونے والے کام طے کیے گئے۔ بیل گریڈ کے قریب منعقد مجلس میں رسمی طور پر غیر جانبدارانہ تحریک نون الائن منٹ مومنٹ Non Alignment Movement (NAM) نامی ادارہ قائم ہوا۔ پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی نمائندگی میں بھارت نے غیر جانبدارانہ پالیسی کی تحریک کی بہترین سربراہی کی۔ نہرو کا خیال تھا کہ کسی بھی اقتداری گروہ یا فوجی گروہ میں شامل ہونے کے بجائے غیر جانبدار رہ کر قومی مفاد کا کافی اچھے طریقے سے تحفظ ہوسکتا ہے۔ بھارت ہمیشہ سے مانتا آیا ہے کہ دو مدِّ مقابل طاقتوں اور فوجی طاقتوں میں تقسیم کا عمل امنِ عالم کے لیے خطرناک اور بین الاقوامی تعاون کے لیے نقصان دہ ہے۔

آج دنیا کے زیادہ تر ممالک غیر جانبدارانہ جماعت کے اراکین ہیں۔ کوالالمپور کے قریب 13 ویں اعلیٰ ترین مذاکرات منعقد ہوئے (2003)۔ آخری چار عشرے میں عالمی سطح پر لاتعداد حادثے رونما ہوئے ہیں۔ سوویت سنگھ کا انتشار ہونے سے روس کا اثر ورسوخ کم ہوا ہے۔ امریکہ ہی صرف ایک عظیم طاقت کے طور پر مضبوط بنا ہوا ہے۔ البتہ دنیا کے ممالک کی ملک ہوس گیری کی پالیسی کا زوال ہوا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں غیر جانبدارانہ گروہ کا اثر بڑھ رہا ہے۔

غیر جانبدار ممالک غیر جانبدارانہ پالسی کے نئے نظریے کو اپنا کر دنیا کی سیاست میں مناسب عطیہ دینے میں کامیاب رہے ہیں۔ پوری دنیا میں مکمل طور پر امن وسلامتی قائم رہے، جنگی حادثات نہ ہوں، انسانی سماج اور قومی جذبہ مضبوط بنے اور عظیم طاقت عدم اسلحہ جات کو اپنانے کے لیے رضامند ہوں اس کے لیے اخلاقی اثرات قائم کرنے میں غیر جانبدارانہ پالسی کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

جرمنی کی تقسیم اور اشتراک

پہلی اور دوسری عالمی جنگ کا سبب بننے والے جرمنی کو دوسری عالمی جنگ میں بھی شکست ہوئی، جس سے اس کا سیاسی اور معاشی، سماجی اور سیاسی نظام مکمل طور پر برباد ہوگیا۔ ایسا کوئی سربراہ نہیں تھا جو جرمن کو دوبارہ اُس کا مقام دِلا سکے یا دوبارہ اُسے کھڑا کرسکے۔ جنگ ختم ہوتے ہی فتحیاب ریاستوں نے جرمنی کو چار اِنتظامیہ

حصوں میں تقسیم کردیا۔ اس کا انتظام اِس طرح کیا گیا کہ سوویت یونین کی 'ریڈ آرمی' نے مشرقی حصّے پر فوجی قبضہ قائم کیا تھا جس کی وجہ سے مشرقی جرمنی کا اِنتظامیہ سوویت یونین کو سونپا گیا تھا تا کہ مشرقی جرمنی پر یا جرمنی کے مشرقی حصے پر اُس کا قابو رہے۔ جرمنی کے نیروتی حصّے کا انتظام (فرانس) امریکہ کو، فرانس کے قریب واقع علاقوں کا انتظام فرانس کو، بیلجیئم سے متصل جرمنی علاقے کا انتظام برطانیہ کو سونپا گیا۔ جرمنی کی راجدھانی برلن کو بھی روس اور مشابہت کمیٹی کے درمیان منقسم کیا گیا تھا، ان کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے لیے ایک مشابہت کمیٹی بھی تشکیل کی گئی تھی۔ اس طرح، جرمنی کے لیے چار ممالک کا اِنتظامیہ نظام قائم کیا گیا۔ اقتداری گروہوں کے مابین بے اعتمادی والا ماحول پیدا ہونے سے سوویت یونین کو اپنا اقتدار مشرقی جرمنی پر سے ختم ہوجانے کا خوف پیدا ہوا۔ جس سے اس دوران اقتداری گرہوں کے مابین بے اعتمادی اور شبہات کی فضا پیدا ہونے سے سوویت یونین کو خوف ہوا کہ نئے نظام کے مطابق مشرقی جرمنی پر سے اُس کا قابو چلا جائے گا۔ اس لیے اس نے اس کی فرماں برداری کرنے والی کمیونسٹ پارٹی کی 'کٹھ پتلی' سرکار قائم کی۔

امریکہ، فرانس اور برطانیہ کے ماتحت مغربی جرمنی کے علاقوں کا اشتراک کرکے 'فیڈرل ری پبلک آف ایسٹ جرمنی' کی بنیاد ڈالی گئی۔ مغربی جرمنی کے تین حصوں کا اشتراک کیا گیا۔ اسی طرح برلن کے بھی تین حصوں کا اشتراک کیا گیا۔ اس عمل کی جوابی کاروائی کے طور پر سوویت یونین نے 'برلن کی ناکابندی' کا اعلان کیا (اپریل 1948)۔ نتیجتاً مغربی ممالک اور سوویت یونین کے درمیان شدید کشمکش پیدا ہوئی۔ اس دوران مغربی برلن اور مشرقی برلن کو علیٰحدہ کرنے والی ایک 42 میٹر اونچی دیوار تعمیر کی گئی۔ مشرقی برلن میں آباد جرمن عوام ظلم وستم اور تنگ ماحول سے نکل کر مغربی برلن کے آزادانہ اور کشادہ ماحول میں جانے کے جلد باز تھے اور اس حصّے میں اپنے خاندان کے افراد اور محبّوں نیز دوست واحبابوں کے پاس پہنچنے کے بے شمار واقعات بننے لگے۔ لوگ دیوار پھاند کر یا بحری راستوں سے تیر کر مغربی برلن میں جانے کے لیے موت کے منہ میں جانے کی مانند کوشش کرنے لگے۔ مشرقی جرمنی کی کمیونسٹ سرکار بھاگ جانے کی کوشش کرنے والے لوگوں کو گولی سے ہلاک کرنے کے ظالمانہ اقدام اُٹھائی۔ اس میں بہت سے لوگ ہلاک بھی ہوئے۔ اس کے بعد ساڑھے چار دہائی کے عرصے میں مغربی جرمنی نے زبردست ترقی کی۔ اُس نے اقتصادی اور دیگر شعبوں میں کامیابی حاصل کی جو 'جرمنی کا کرشمہ' کے طور پر پہچانی جاتی ہے۔

1990 کے دور میں بین الاقوامی سیاست میں اہم اور تبدیلیاں واقع ہوئیں، جس کی وجہ سے سرد جنگ کی لہریں کمزور ہوگئیں۔ کمیونسٹ یورپ کے مشرقی ممالک اور مغربی یورپ کے جمہوری نظام کے حامل ممالک کے درمیان فاصلہ کم ہونے لگا۔ اُن کے درمیان رُکاوٹ پیدا کرنے والی مضبوط آہنی دیوار بھی غاہب ہونے لگی اور عمارت مین بڑے بڑے شگاف پڑنے لگے۔ آخر کار سوویت یونین کے ٹکڑے ہوگئے۔ (اس پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔) مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے درمیان کڑواہٹ پیدا ہو، ایسے کوئی نکات باقی نہیں رہے تھے۔ اسی لیے دونوں ملکوں کے درمیان گفت وشنید ہوئی۔ آخرکار دونوں ہی جرمنی کا اشتراک ہوا (3، اکتوبر 1990)۔ برلن کی دیوار جو جرمن عوام کے دُکھ، جدائی اور صدمہ وسخت ظالمانہ زور وستم کی علامت تھی اُسے لوگوں نے جوش وجذبے کے ساتھ منہدم کردیا اور جرمنی کی عوام نے تہہ دل سے اپنی خوشی کا مظاہرہ کیا۔ متحد ہونے والے جرمنی نے 1990 کے بعد کے عشرے میں خوب تیزی سے ترقی حاصل کی۔ سیاسی، اقتصادی، تجارتی اور سماجی وغیرہ شعبوں میں ترقی حاصل کی، آج وہ یورپ کا سب سے زیادہ خوشحال ملک بنا ہے۔

سوویت یونین کے ٹکڑے

بیسویں صدی کی آخری دہائی کے دوران سوویت یونین کے صدر گورباچوکی امن واخلاص پسند پالسی کی وجہ سے سوویت یونین کے نظریے میں تبدیلی واقع ہوئی جس کی وجہ سے سوویت یونین کے ٹکڑے ہوگئے۔ سوویت یونین کا پُرامن اشتراک عالمی سیاست کا شک وشبہات والا واقعہ مانا جاسکتا ہے۔ میخائل گورباچو کمیونسٹ پارٹی کے نئے صدر کے طور پر 11 مارچ 1985 میں اقتدار پر فائز ہوئے، وہ رواداری رویہ کے حامل تھے۔ روس نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کافی اچھی ترقی کی۔ وہ امریکہ جیسی عظیم طاقتور حکومت کے ہمسر اقتدار کا حامل ملک تھا۔

گورباچو' گلاس نوسٹ' (کھلی ہوئی) اور 'پیریسٹرائیکا' (اقتصادی اور سماجی اصلاح کی پالسی) پالسیوں کی وجہ سے سوویت سماج وادی جمہوری سنگھ کی آزادی حاصل کرنے کے تجسس کے ساتھ سوویت سنگھ کی مشترکہ ریاستیں ایک کے بعد ایک آزاد ہونے کا اعلان کرنے لگیں۔ اس طرح، سوویت یونین کے نظریے میں ہونے والی تبدیلی کی وجہ سے سوویت یونین کا اشتراک ہوا۔ اس طرح سوویت یونین کے علاقوں کی آزادی حاصل کرنے کی سرگرمی شروع ہوئی۔ آہستہ آہستہ سوویت یونین کے اِنتظامیہ پر کمیونسٹ پارٹی، 'عملدارشاہی' اور 'ریڈ آرمی' کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔

سوویت یونین کے ٹکڑے ہونے کا عمل شروع ہوا (1990)۔ آخرکار ملک کی کل 15 ریاستوں سے 14 ریاستیں آزاد ہونے سے اشتراک کا عمل شروع ہوا (دسمبر 1991 سنِ عیسوی)۔

بین الاقوامی شعبہ جات میں بھارت کا عطیہ

آزادی کے بعد بھارت نے بین الاقوامی شعبے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ دنیا میں ملک گیری، نو آبادیات، نسلی امتیاز (کالے گورے کا فرق) والی پالسی وغیرہ جیسی برائیوں کی مخالفت اور ان برائیوں کے خلاف جاری رہنے والی تحریکوں کی بھارت نے ہمیشہ حمایت کی ہے۔ اقوامِ متحدہ کے حکم سے بھارت نے کوریا کی جنگ میں زخمی فوجیوں کے طبی علاج کے لیے دوائیاں اور ڈاکٹروں کے دستے روانہ کیے تھے، غازا، سائپرس، کانگو، شری لنکا وغیرہ میں رونما ہونے والے ہنگامی حالات کے موقع پر اقوامِ متحدہ کے امن وسلامتی قائم کرنے والے فوجی دستوں میں اپنے سپاہی روانہ کر کے بھارت نے ان ملکوں میں عملی کردار ادا کیا تھا۔

بین الاقوامی امن وسلامتی قائم رکھنے نیز دنیا بھر کے لوگوں کی آزادی اور خوشحالی کے لیے تمام تر کوششوں کو بھارت نے فعال رہ کر تعاون دیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کی مہاسبھا میں ایٹمی ہتھیاروں کے لیے عدم اسلحہ جات کی قرارداد پیش کر کے بھارت نے انسانی جماعت کے لیے امن کی خواہش کو آشکار کیا ہے۔ خطرناک ہتھیاروں کی پیداوار بند کر کے نیز فوجی تعداد میں کمی کر کے یہ سرمایہ دنیا کے غریب اور بھوک مری میں مبتلا عوام کے اقتصادی اور سماجی ترقی کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ یہ مطالبہ ہمیشہ بھارت نے اقوام متحدہ سے کیا ہے۔ اس طرح، عالمی امن بھارت کی خارجہ پالسی کا اہم اُصول رہا ہے۔ عالمی امن کے لیے ملکوں-ملکوں کے درمیان تعاون، اعتماد اور سوجھ بوجھ کی فضا قائم کرنے کے لیے بھارت نے مسلسل کوشش کی ہے۔

بھارت کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات

بھارت اور امریکہ کے تعلقات

بھارت اور یونائیٹیڈ اسٹیٹس (یو ایس اے۔) دونوں جمہوری ممالک ہیں۔ بھارت اور یونائیٹیڈ اسٹیٹس کے درمیان تعلقات میں اُتار چڑھاؤ آئے ہیں۔

آزادی حاصل کرنے کے بعد بھارت نے کسی بھی اقتداری گروہ میں شامل نہ ہو کر غیر جانبدارانہ پالسی پر عمل کیا جو یونائیٹیڈ اسٹیٹس کو گوارا نہ ہوا۔ اُسے اُمید تھی کہ بھارت جمہوری اقتداری گروہ میں شامل ہوگا مگر بھارت نے غیر جانبدارانہ پالسی کو اپنایا کیوں کہ اُسے اپنی اقتصادی حالات کو ترقی دینا تھا۔

جمّوں-کشمیر کے معاملے میں بھی یونائیٹیڈ اسٹیٹس نے پاکستان کی حمایت کی تھی۔ پاکستان یونائیٹیڈ اسٹیٹس کے دو مختلف اقتداری گروہ اور فوجی گروہ کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ تب بھارت نے غیر جانبدارانہ پالیسی کو تسلیم کیا تھا۔ اس کی وجہ سے بھی بھارت اور یونائیٹیڈ اسٹیٹس کے درمیان خوشگوار تعلقات نہ رہ سکے۔ اُس کے ساتھ بھارت نے (عدم) ایٹمی ہتھیاروں کی عدم اشاعت کے صلح نامے پر دستخط نہیں کیے تھے۔ کیوں کہ یہ دو صلح 'ہمہ گیر ایٹمی دھاکہ (آزمائش) صلح' اور 'ہمہ گیر ایٹمی دھاکہ (آزمائش) پابندی صلح' پر بھارت دستخط کرے، اس بات کے لیے یونائیٹیڈ اسٹیٹس خواہش مند رہا ہے، لیکن یہ دونوں صلح نامے تفریق پسند اور قومی مفاد کے لیے مضر (نقصان دہ) ہونے کی وجہ سے بھارت نے دستخط نہیں کیے۔ اپنے اِرادوں اور خواہشوں کو پوری ہوتے ہوئے نہ دیکھ کر یونائیٹیڈ اسٹیٹس بھارت سے خفا ہوا۔ بھارت نے جب پوکھرن (راجستھان) کے قریب کامیاب ایٹمی دھاکہ کیا (1998)، تب اُس نے اس دھاکہ کو شدت، سنجیدگی سے نوٹ کیا اور بھارت کے خلاف کئی پابندیاں عائد کیں جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہٹائی گئیں۔ اقتصادی اور تکنیکی شعبے میں بھارت کو امریکہ سے اِمداد ملتی رہی ہے۔

یونائیٹیڈ اسٹیٹس کے نیو یورک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر 11، ستمبر 2001 کے روز ہونے والے تشدد آمیز حملے کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں سُدھار ہوا ہے۔ بھارت نے اقتصادی شعبے میں ترقی حاصل کی ہے۔ اب وہ اِس حقیقت کو بھی تسلیم کرتا ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان گہرے تعلقات استوار ہوں، اس خواہش کے متمنی ہوئے ہیں۔

ستمبر 2014 اور 2015 میں بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی امریکہ کے دورے پر گئے تھے اور اقوامِ متحدہ کی مہاسبھا (جنرل اسمبلی) میں تقریر کی تھی۔ یونائیٹیڈ اسٹیٹس آف امریکہ کے صدر براق اوباما 26/جنوری 2015 کے روز بھارت کے 66 ویں یومِ جمہوریہ کے موقع پر مہمانِ خصوصی کے طور پر شامل ہونے والے امریکہ کے پہلے راشٹر پتی تھے۔ اس طرح بھارت اور امریکہ کے تعلقات خوشگوار ہو رہے ہیں۔ دہشت گردی کے مسئلے کو لے کر دونوں ہی ملکوں کے سربراہ اس معاملے میں فکرمند ہیں۔

بھارت اور سوویت یونین (روس) کے تعلقات

بھارت میں بڑے پائے کی صنعتیں قائم کرنے میں دفاعی شعبے میں صلح کرنے اور خود کفیل بنانے میں سوویت روس نے اقتصادی اور تکنیکی امداد کی ہے۔ کشمیر کے مسئلے میں سوویت یونین (روس) نے بھارت کی حمایت کی ہے۔ اقوامِ متحدہ کی سلامتی سمیتی میں کشمیر کے معاملے میں بھارت کے خلاف قرارداد منظور ہونے کے

حالات میں کئی بار اُس نے 'ویٹو پاور' کا استعمال کیا ہے۔ کشمیر کے مسئلے میں عالمی سطح پر بھارت کا ساتھ دیا ہے۔ اس طرح روس اور بھارت کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات قائم رہے ہیں۔

بھارت اور ہمسایہ ممالک کے تعلقات

بھارت – پاکستان : بھارت کو آزادی حاصل ہوئی تب ہی سے بھارت اور پاکستان کے درمیان تعلقات تنگ رہے ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان 1948، 1965 اور 1971، اس طرح تین بار جنگیں ہوئیں۔ جس میں ہر بار پاکستان کو شکست ہوئی۔ دونوں کے درمیان تاشقند معاہدہ اور شملہ معاہدہ ہوئے۔ اُس کے باوجود پاکستان اِن معاہدوں (قراردادوں) کو حقیقی طور پر تسلیم نہیں کرتا۔ 1999 (کارگل) میں بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ ہوئی۔ دونوں ملکوں کے سربراہ اپنے مسائل کو پُر امن صلح کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بھارت – چین : بھارت اور چین کے درمیان تعلقات کی ابتداء عیسوی سن 1954 میں ہوئی، ایسا کہا جاسکتا ہے۔ چین نے جب اپنی سرحدوں کے نقشے کو ظاہر کیا تب بھارت اور چین کے تعلقات تنگ بنے۔ اس نقشے میں چین نے بھارت کے زیادہ تر بڑے علاقے اُس کے ہیں، ایسا ظاہر کیا۔ جس کی وجہ سے بھارت نے اُس کی مخالفت کی۔ بھارت اور چین کے درمیان سرحد ظاہر کرنے والی میکموہن لکیر کا چین نے انکار کیا۔ جس کی بدولت دونوں ملکوں کے درمیان تنازعے پیدا ہوئے۔ چین نے بھارت پر حملہ کیا (1962) اور جن علاقوں کو اُس نے اپنے علاقوں کے طور پر ظاہر کیا تھا اُس پر قبضہ جمالیا۔ بھارت نے سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوج روانہ کی، چین نے یک طرفہ جنگ کے خاتمے کا اعلان کیا۔ اس طرح، جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس مسئلے کے حل کے لیے گفتگو ہوتی رہتی ہے لیکن اب تک کوئی حل نہیں ہوسکا ہے۔ اُس کے باوجود آخری عشرے کے دوران بھارت اور چین کے درمیان باہمی تعاون اور دوستانہ تعلقات قائم ہو رہے ہیں۔ بھارت کے وزیر اعظم نریندر بھائی مودی اور چین کے وزیرِ اعظم جین پینگ کے درمیان ریور فرنٹ احمد آباد میں خوش فہم ملاقات ہوئی (2014)۔

بھارت – بنگلہ دیش : بنگلہ دیش نے کافی جدّ وجہد کرنے کے بعد آزادی حاصل کی ہے۔ عیسوی سن 1971 میں ایک آزاد سرزمین ملک کے طور پر بنگلہ دیش کا وجود ہوا۔ اس سے پہلے وہ پاکستان کا حصّہ تھا۔ ایک نوزائدہ ملک کے طور پر بھارت نے بنگلہ دیش کو سرمایہ، تکنیکی اور مادّی وسائل کی خوب مدد کی۔ مگر بعض معاملات میں بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان تنازعے پیدا ہوئے ہیں۔ گنگا ندی کے پانی کا استعمال اور تقسیم سے متعلق ہونے والی تقسیم سے متعلقہ مباحثوں کے ذریعہ حل کیا گیا۔ شدید بارش، آندھی طوفان جیسی قدرتی آفتوں کے دوران بھارت نے بنگلہ دیش کو مکمل طور پر مدد کی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان 2015 میں متنازعہ زمین، علاقے اور اُس شعبے کے لوگوں کی شہریت کے مسائل کا حل گفت وشنید کے ذریعے ہوا ہے۔

بھارت – بھوٹان : بھارت نے بھوٹان کے ساتھ مستقل امن وسلامتی کا معاہدہ کیا ہے (1949)۔ بھوٹان نے بھی تحفظ اور خارجہ پالسی میں بھارت پر اعتماد کیا ہے۔ بھارت نے بھوٹان کو خبر رسانی اور نقل وحمل کے ذرائع کی ترقی کے لیے امداد دینا تسلیم کر کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنایا۔ بھارت کے سابق وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے 1958 میں بھوتان کا دورہ کیا تھا۔ بھارت کے راشٹر پتی نے بھی بھوتان کا دورہ کیا تھا (1970)، بھارت نے بھوٹان کو یو.این. (اقوامِ متحدہ) کا رُکن بنانے کے لیے خوب مدد کی ہے (1971)۔ بھارت اور بھوٹان کے تعلقات میں کبھی کشیدگی پیدا نہیں ہوئی، بھارت کے وزیر اعظم نریندر بھائی مودی نے بھوٹان کا دورہ کیا تھا (جون 2014)۔ اُس وقت وزیر اعظم نے بحث ومباحثہ کے دوران کہا تھا کہ بھارت ترقی کرے گا تو اس کا براہِ راست اثر ہمسایہ ممالک پر ہوگا۔ دونوں ملکوں میں باہمی تحفظ سے متعلقہ تعاون پر مطمئن ہونے کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

بھارت – شری لنکا : شری لنکا کے ساتھ بھارت کے تعلقات کافی پرانے ہیں۔ بعض ہندوستانی خاص طور سے تمل لوگ، شری لنکا میں کافی عرصے سے سکونت پذیر ہیں۔ اُن لوگوں کو وہاں کی شہریت کا مسئلہ دونوں ملکوں کے درمیان تنازعہ کا نقطہ بنا ہوا ہے۔ مگر دونوں ملکوں نے گفت وشنید کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ شری لنکا کے تمل لوگوں کے ساتھ ہونے والی بے انصافی دور ہو اور تمل تنظیمیں، شری لنکا کی سرکار، تمل مسئلے کا پُر امن طریقے سے حل تلاش کریں، بھارت اس بات کا خواہاں ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم نریندر بھائی مودی نے 13 مارچ 2015 کو شری لنکا کی ملاقات کے دوران تمل کے متأثر علاقوں کی دوبارہ سکونت کے لیے 27000 جتنے مکانات بھارت کی مالی امداد سے بنائے گئے ہیں۔ شری لنکا کے ساتھ بھارت کے دوستانہ تعلقات ہیں۔

بھارت – نیپال : نیپال اور بھارت کے درمیان تعلقات کی ابتدا دونوں ملکوں کے بیچ ہونے والے معاہدے کے ذریعے ہوئی (1950)۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کی سرزمین کے لیے ایکتا اور اکھنڈتا (سالم واٹوٹ پن) کے جتن کو تسلیم کیا ہے، نیز دونوں ملکوں کے شہریوں کو ایک دوسرے کے

ملک میں آزادانہ طور پر آمد ورفت کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ نیپال کے سماجی اور اقتصادی ترقی میں بھارت نے خوب مدد کی ہے۔ نیپال کے کئی طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھارت آتے ہیں۔ ہمالیہ سے نکلنے والی ندیاں نیپال سے ہوکر بھارت میں بہتی ہیں۔ بارش کے موسم میں ان ندیوں میں زبردست سیلاب آتا ہے۔ جس سے بھارت کو بے حد نقصان ہوتا ہے۔ ندیوں کے سیلاب کو روکنے کے لیے، بھارت اور نیپال کے درمیان صلح قائم رکھنے کے لیے بھارت ہمیشہ کوشاں رہا ہے۔ 25، اپریل 2015 کے روز نیپال میں 5.8 کی شدّت سے زلزلہ آیا تھا، جس کی وجہ سے تقریباً 8000 کے قریب لوگوں کی موت واقع ہوئی تھی۔ ایسی زبردست قدرتی آفت کے دوران بھارت نے بچاؤ سرگرمی کے تحت راحت پہنچائی اور دوبارہ بازآبادکاری میں نیپال کی مدد کی۔

بھارت – افغانستان : بھارت افغانستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتا ہے۔ افغانستان کی تعمیرنو میں بھارت کا عظیم ترین عطیہ رہا ہے۔ تعمیری شعبے میں حفظانِ صحت کے شعبے میں اور تعلیم کے شعبے میں بھارت کا بڑا اہم عطیہ ہے۔ اُس کی اقتصادی سماجی ترقی کے لیے بھارت نے مدد کی ہے۔ قدرتی آفت کے موقع پر بھارت نے مالی امداد کی ہے۔ افغانستان کے پارلیمان ہاؤس کا تعمیری کام بھارت کرتا ہے۔

بھارت – میانمار (برما) : بھارت کے تعلقات میانمار (برما) کے ساتھ نہایت ہی مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ بھارت کی آزادی کے بعد میانمار کو آزادی ملی (1948)۔ تب سے ہی دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوئے ہیں۔ آزادی کے بعد میانمار نے بھارت سے ترقی کے لیے مالی امداد کی مانگ کی۔ بھارت نے فوراً امداد روانہ کی۔ کیونکہ بھارت میانمار کو اقتصادی طور پر مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

بھارت کی خارجہ پالسی کا مقصد دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنا ہے۔ حالانکہ وقتاً فوقتاً بھارت اور ہمسایہ ممالک کے تعلقات میں اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔ اُس کے باوجود باہمی وجود کی ہندوستانی روایت کے مطابق بذات خود مضبوط وطاقتور ہونے کے باوجود خود سے چھوٹے چھوٹے ہمسایہ ممالک کی اقتصادی پالسی کو ٹھیس پہنچائے بغیر ہمسایہ ممالک کے ساتھ پُرامن اور دوستانہ تعلقات برقرار رکھا ہے۔

مشق

.1 ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے :

(1) اقوامِ متحدہ کے مقاصد بتائیے۔

(2) غیر جانبدارانہ پالسی کا مفہوم سمجھائیے۔

(3) 'سرد جنگ' کے نتائج کی مختصر طور پر بحث کیجیے۔

(4) جرمنی کی تقسیم اور اشتراک کے متعلق مختصر طور پر بحث کیجیے۔

(5) بھارت اور روس کے درمیان تعلقات کی مختصر طور پر بحث کیجیے۔

(6) فوجی گروہ ناٹو، سیاٹو اور وارسو کے متعلق معلومات دیجیے۔

.2 ذیل کے سوالات کے جواب مختصر طور پر دیجیے :

(1) دوسری عالمی جنگ کے بعد عظیم طاقتوں کے درمیان تعلقات کس وجہ سے کشیدہ بنے ؟

(2) پنڈت جواہرلال نہرو کا غیر جانبدارانہ پالسی کے متعلق کیا خیال تھا ؟

(3) ایٹمی اسلحہ کی عدم اشاعت صلح یعنی کیا ؟ بھارت نے اس پر کیوں دستخط نہیں کیے؟

.3 ذیل کے عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیے :

(1) اسلحہ اندوزی اور عدم اسلحہ جات

(2) کیوبا کے ہنگامی حالات

(3) سوویت یونین کا اشتراک

(4) برلن کی ناکابندی

4. ذیل کے جملوں کی وجوہات بیان کیجیے:

(1) اقوام متحدہ کے قیام نے نئی دنیا کی بنیاد ڈالی ہے۔

(2) کیوبا کے ہنگامی حالات کو سرد جنگ کے خاتمے کی ابتدا مانا جاتا ہے۔

5. ہر سوال کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے جواب لکھیے:

(1) اقوام متحدہ کے دستاویز کی ابتدا کس سے ہوتی ہے؟

(A) اعلان نامے سے (B) تمہید سے

(C) انسانی حقوق سے (D) آئین سے

(2) بعض ماہرین کس واقعہ کو سرد جنگ کا آغاز مانتے ہیں؟

(A) برلن کی ناکابندی (B) جرمنی کی تقسیم

(C) جرمنی کا کرشمہ (D) جرمنی کا اشتراک

(3) سوویت یونین کے زیر قیادت ممالک کس ذہنیت کے حامل تھے؟

(A) جمہوریت (B) ملک گیری

(C) کمیونسٹ (D) اخلاص پسندی

(4) بھارت میں غیر جانبدارانہ پالیسی کے سربراہ کون تھے؟

(A) لال بہادر شاستری (B) ڈاکٹر رادھا کرشن

(C) پنڈت جواہر لال نہرو (D) شریمتی اندرا گاندھی

(5) بین الاقوامی سیاست میں کس پالیسی نے اہم رول ادا کیا ہے؟

(A) غیر جانبدارانہ پالیسی (B) سرد جنگ کی پالیسی

(C) عدم اسلحہ جات کی پالیسی (D) نو آبادیات کی پالیسی

مدرس کی سرگرمی

- جرمنی کے اشتراک کے متعلق معلومات دیجیے اور اُس سے متعلقہ تصویر بتانا۔
- مکمل خاتمہ اور عالمی امن کے درمیان بنی نوع انسان کو انتخاب کرنا ہے۔ اس موضوع پر بحث ومباحثہ مجلس کا منصوبہ بنانا۔
- اقوام متحدہ کے مستقبل کے متعلق تقریری مقابلے کا منصوبہ کرنا۔

طالب علم کی سرگرمی

- دوسری عالمی جنگ کے بعد آزاد ہونے والے ممالک کی فہرست تیار کیجیے۔
- قدیم سوویت یونین اور روس سے الگ ہونے والی جمہوری ریاستوں کا نقشہ تیار کیجیے۔
- سوویت یونین روس، اقوام متحدہ اور دوسری عالمی جنگ کے متعلق انٹرنیٹ سے معلومات یکجا کیجیے۔
- اقوامِ متحدہ کے متعلق آنے والی خبروں کی کٹنگس اخباروں میں سے اکٹھا کیجیے۔

7 آزاد بھارت

برطانوی حکومت نے ہندوستان کی آزادی کا قانون 1947 میں پاس کیا۔ اس قانون کے مطابق ہندوستان میں بھارتی سنگھ اور پاکستان سنگھ اس طرح دو ملک وجود میں آئے جس کی وجہ سے ملک کے سامنے دو مسائل پیدا ہوئے :

(1) بھارت سے متعلقہ آئین تشکیل دینا۔

(2) ہندوستان کی ریاستوں پر جو برطانوی تاج کی حکومت تھی اُن کا مکمل طور سے خاتمہ ہونے کی وجہ سے اُنہیں بھارت سنگھ میں ملا کر ایک اکھنڈ (اٹوٹ سالم) بھارت کی تشکیل کرنا۔

اُس وقت دیسی ریاستوں کی تعداد 562 تھی۔ آزاد بھارت کے کل رقبے کے مطابق 48 فیصد دیسی ریاستوں کا قبضہ تھا۔ اسی طرح بھارت کی کل آبادی کی 20 فیصد آبادی دیسی ریاستوں کی تھی۔ جن میں کشمیر، حیدرآباد اور میسور بڑی ریاستیں تھیں۔ ان کے علاوہ دوسری چھوٹی ریاستیں بھی تھیں اور کچھ ریاستیں ایسی بھی تھیں جن کی وسعت ایک چھوٹے گاؤں سے بھی چھوٹی تھی۔ ان ریاستوں کے راجاؤں اور نوابوں کو بھارتی سنگھ میں شامل کرنے کے لیے سمجھانا ایک اہم کام تھا۔ یہ کام بڑی تیزی سے انجام دینا تھا۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل

آزادی کے فوراً بعد بھاونگر کے مہاراج کرشن کمارسنہ نے بھاونگر میں ذمہ دار حکومت کی شروعات کی (15 جنوری 1948) سردار پٹیل کی کوششوں سے مشترکہ سوراشٹر ریاست کی تشکیل ہونے سے بھاونگر ریاست شامل ہوگئی (15 فروری 1948)۔ سوراشٹر ریاست کی اس تشکیل کے اس حادثے کو جواہر لال نہرو نے ہم عصر تاریخ کا سب سے اہم قابلِ ذکر اشتراک شمار کیا ہے۔

آزادی حاصل ہونے کے بعد عارضی حکومت کے نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے دیسی راجاؤں کو اپیل کی کہ وہ اُن کے اقتدار کے ماتحت عوام اور بھارتی سنگھ کے مفاد میں وہ اپنی ریاستوں کو رضامندی سے بھارتی سنگھ میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ انھوں نے راجاؤں میں وطن پرستی کا جذبہ پیدا کیا۔ منظم طور پر اور عقلمندی سے کام کرتے ہوئے اُنہوں نے تمام دیسی ریاستوں کا بھارت میں اشتراکی عمل شروع کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ راجا بادشاہت کے طور پر ایک مضبوط، اٹوٹ اور خوشحال بھارت کی بنیاد ڈالنے میں اپنا مکمل تعاون دیں۔ اُن کے مفاد اور تحفظ کا بھی سردار پٹیل نے اُنہیں یقین دلایا۔ سردار پٹیل اور اُن کے سکریٹری وی. پی. مینن کی مدد سے 'اشتراکی خط' یعنی بھارت سنگھ میں شامل ہونے کے دستاویز اور 'جیسے تھے قرار' کا مسودہ تیار کیا گیا۔ اس دستاویز کو متعلقہ وزیروں اور راجاؤں کی متحد کمیٹی نے آخری شکل دی۔ راجاؤں کو اِس مسوّدے سے تسلی ہوئی۔ حیدرآباد، جوناگڑھ اور کشمیر کے علاوہ تمام (559) ریاستوں نے اسے تسلیم کرکے بھارتی سنگھ میں اپنی ریاستوں کو شامل کردیا۔

حیدرآباد، جوناگڑھ اور کشمیر کا اشتراک

حیدرآباد : جنوبی بھارت میں واقع حیدرآباد ریاست کے نظام نے اپنی ریاست کی آزادی کا اعلان 15 اگست کے روز کیا۔ اُس کی جغرافیائی حالت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اُسے بھارت کے ساتھ شامل ہونا چاہیے، نظام کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ حیدرآباد چاروں طرف سے بھارتی سنگھ کے علاقوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس لیے وہ علیٰحدہ آزاد ریاست کے طور پر ٹک نہیں سکے گا۔ لیکن نظام نے واضح کیا کہ اگر بھارت کی تقسیم ہوگی تو جغرافیائی وجوہات کی بنا پر وہ پاکستان اور فکری طور پر بھارت میں شامل نہیں ہوسکے گا۔ اِن وجوہات کی بنا پر وہ آزاد رہنا پسند کرے گا۔ نظام کو سمجھانے کے لیے گفتگو شروع ہوئی۔ نظام کی وکالت کرنے والوں کو سردار پٹیل نے واضح کیا کہ حیدرآباد کی عوام بھارتی سنگھ میں شامل ہو اُسی میں سب کی بھلائی ہے۔ نظام کے افسروں اور فوجیوں نے عوام پر ظلم ڈھانا شروع کیا۔ حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے ایسی صورتِ حال سے تنگ آکر بھارت سرکار نے پولیس ایکشن کرکے حیدرآباد کو بھارتی سنگھ میں شامل کرلیا (18 ستمبر 1948)۔ نظام نے اطاعت قبول کرلی۔ نظام کو اُس کے مفاد کے تحفظ کا یقین دلایا گیا۔ اس میں کنہیا لال منشی نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کے بعد ریاست کی دوبارہ تشکیل (1956) ہونے سے حیدرآباد ریاست کو آندھرپردیش میں شامل کیا گیا۔

جوناگڑھ : جوناگڑھ سوراشٹر میں واقع ہے۔ اُس کے نواب نے اپنی ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے کے لیے اجازت نامہ لکھا۔ پاکستان نے اُسے منظور

بھی کرلیا۔ممبئی میں جوناگڑھ کی عوام نے جوناگڑھ کو بھارتی سنگھ میں شامل ہونے کے لیے عارضی حکومت قائم کی۔سوراشٹر کی تقریباً تمام ریاستوں اورعوام نے نواب کی پاکستان میں شامل ہونے کے لیےمخالفت کی۔نواب کےحکمرانوں نے جوناگڑھ کےعوام پرظلم کرنا شروع کیا۔ مانگرول اور ماناودر نے بھارت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔تب اُن کی حفاظت کے لیےتعیّن بھارتی فوج اور بحری فوج نے جوناگڑھ کومحصور کیا۔ جوناگڑھ کا نواب پاکستان چلا گیا اور بھارت نے جوناگڑھ پر قبضہ کیا (9 نومبر 1947)۔ بعد میں لوگوں کی رائے لی گئی تب زیادہ تر لوگوں نے بھارت میں شامل ہونے کے لیے رضامندی ظاہر کی۔ اس طرح سردار پٹیل کی دوراندیشی اور جوناگڑھ کےشہریوں کی زبردست خواہش کی وجہ سے جوناگڑھ کا بھارت سنگھ میں اشتراک ہوا۔

کشمیر : کشمیر کے راجا ہری سینھ ڈوگرا نے بھارت کے ساتھ شامل ہونے کے دستاویز دستخط نہیں کیے تھے۔ اس دوران حملہ،ظلم وستم اور لوٹ مار جیسے واقعات ہونے کی وجہ سے راجہ ہری سینھ نے بھارت سےفوجی امداد کی درخواست کی۔ بھارتی فوج نے فوراً کشمیر جاکر اس کا تحفظ کیا،مگر اس نے بھارت سنگھ میں شامل ہونے کے دستاویز پر دستخط نہیں کیے تھے، اس لیے بھارت کی جانب سے اُسے دستخط کرنے کے لیے کہا گیا۔ اُس وقت کشمیر کواپنے ساتھ شامل کرنے کے لیے پاکستان نے کشمیر پرحملہ کیا۔ اُس دوران پاکستان نے جمّوں کشمیر کے ایک تہائی حصّے پر قبضہ کرلیا تھا۔ بھارت نے پاکستان کے خلاف اقوامِ متحدہ کی سلامتی سمیتی میں فریاد کی۔ سلامتی سمیتی نے پاکستان کو جنگ بند کرنے کو کہا۔ آج بھی جموں-کشمیر اور لدّاخ مرکزی علاقے کے کچھ حصّے پر پاکستان نے قبضہ جمایا ہےمگر وہ علاقہ قانوناً بھارت کا ہی حصّہ ہے، جو درحقیقت مسئلہ خیز ہے اور بھارت- پاکستان کے تعلقات میں آج بھی کشمیر کا مسئلہ بڑا نازک اور دہکتا ہوا مسئلہ ہے۔ اس طرح، 1948 کے خاتمے سےقبل بھارت میں سیاسی اتحاد قائم ہوا نیز تاریخی غیرتشدد انقلاب برپا ہوا۔

فرانسیسی اور پرتگالی ماتحت علاقوں کا بھارت سنگھ میں اشتراک

26 جنوری 1950 تک بھارت کی دیسی ریاستوں کا بھارت سنگھ میں اشتراک ہوچکا تھا۔لیکن یورپ کی ہوس ملک گیری کی وجہ سے باقی ماندہ بعض علاقے فرانسیسی اور پرتگالیوں کے ماتحت تھے۔یعنی اُن کے قبضے میں تھے۔ بھارت نے آزادی حاصل ہونے کےفوراً بعد ہی فرانسیسی اور پرتگالی سرکاروں سے سفارش کی کہ اُن کے قبضے میں یا اُن کے ماتحت جو بھارت کے علاقے ہیں وہ اُن کے سپرد کردیں۔

بھارت کوآزادی حاصل ہوئی اُس وقت فرانسیسیوں کے ماتحت علاقوں کےعوام کی شدید خواہش تھی کہ وہ بھارتی سنگھ میں شامل ہوجائیں۔ اس لیے اُنہوں نے آزادی کی تحریکیں کیں۔ فرانسیسی، پرتگالی حاکموں نے ان تحریکوں کو ناکام بنانے کی کوششیں کیں۔ فرانسیسیوں کا ایسا برتاؤ دیکھ کر پونڈیچری میں لوگوں نے ایک عظیم الشان اجلاس منعقدکرکے فرانسیسی سرکار کو'بھارت چھوڑ' کا اعلان دیا (1948)۔عیسوی سن 1950 تک فرانسیسی اور بھارت کے درمیان پُرامن حل کے لیے گفت وشنید جاری رہی۔ ینام میں لوگوں نے 1954 کے روزمکتی سینا (یعنی آزادفوج) بناکراس کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا۔فرینچ لوگوں نے وہاں کی عوام کے جوش وجذبہ اور بھارتی سنگھ میں شامل ہونے کی (13 اکتوبر 1954) شدید تر خواہش کو دیکھا نیز وقت کو پرکھتے ہوئے اپنی نوآبادیات کا قبضہ بھارت کوسونپنے کے لیے رضامند ہوئے۔فرینچ سرکار نے اُن کی پانچ نوآبادیاں پونڈیچری، کرائکل، چندرنگر، ماہے اور ینام بھارت کے سپرد کردیا۔ بھارت سرکار نے اِن علاقوں کے انتظام کی ذمّہ داری لی اور اُنہیں مرکزی سنگھ کے علاقے کےطور پر درجہ دیا جو فی الحال جاری ہے۔

بھارت کی ریاستوں کی تشکیلِ نو ہونے سے پونڈیچری (پونڈیچیری) اور کرائیکل تمل ناڈو میں، ماہے کیرل میں، ینام آندھرپردیش میں اور چندرنگرمغربی بنگال میں واقع ہیں۔ اِن تمام علاقوں کا انتظامیہ مرکز پونڈیچیری میں واقع ہے۔

گوا، دیو، دمن کا اشتراک : 15/اگست 1947 سے بےشمار سیاسی جماعتیں اور ستیہ گرہی جماعتیں گوا، دیو اور دمن میں داخل ہوئیں۔ جس کی وجہ سے وہاں کی سرکار نے اُن پرظلم وستم گزارے اور گوا کی اس 'تحریک آزادی' میں کئی ستیہ گرہی شہید ہوئے۔ پرتگالی افسروں کی ظالمانہ پالیسی بڑھتی گئی۔ جس کی بدولت گوا کی صورتِ حال دھماکہ خیز بن گئی۔آخرکار بھارت سرکار نے جنرل چودھری کی رہنمائی میں 'آپریشن وِجے' شروع کرکے بھارتی فوجی دستے گوا، دیو اور دمن میں روانہ کیے (18 دسمبر 1961)۔ پرتگالیوں کی فوج پیچھے ہٹتی گئی۔ مقامی لوگوں نے بھارتی افواج کوتعاون دیتے ہوئے اُن کا استقبال کیا۔ اور گوا کے پرتگالی گورنر جنرل ڈی سِلوا نے 19 دسمبر رات کے وقت ہتھیار ڈال دیے۔ اس طرح گوا، دیو، دمن سے پرتگالی حکومت کا خاتمہ ہوا اور بھارت کا ترنگا جھنڈا لہرایا۔ بالآخر بھارت کی سرزمین سےمغربی حکومت کا زوال ہوا۔ بھارت کے آئین میں 12 ویں اصلاح کے مطابق گوا، دیو، دمن، دادرانگر حویلی کو بھارتی سنگھ میں شامل کرلیا گیا (12 مارچ 1962)۔ ان علاقوں کو'بھارتی سنگھ' کے علاقے' (یونین ٹیریٹری) کا درجہ دیا گیا۔ 30 مئی 1987 میں گوا میں دمن اور دیو الگ کیے گئے اور گوا کو ریاست کا درجہ دیا گیا۔ دادرانگر حویلی کا اہم مرکز سلواسا اور دمن اور دیو کا اہم مرکز دمن ہے۔ گوا کا اہم مرکز پنجی ہے۔

ریاستوں کی تشکیلِ نو

بھارت آزاد ہوا۔ دیسی ریاستوں کے اشتراک کے متعلق معلومات ہم نے حاصل کی۔ بھارت نے سنگھ کے انتظام کو تسلیم کیا۔ یعنی سنگھ کے عناصر ایسی ریاستوں کی تشکیل از سرِ نو تشکیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس سے قبل برطانوی فرقے والے علاقوں اور ریاستوں کے اشتراکی عمل سے وجود میں آنے والی ریاستوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جو ذیل کے مطابق ہیں :

(الف) درجے کی ریاستوں میں – ممبئی، اَسم، آندھر پردیش، پنجاب، اُتر پردیش، بہار، مدراس، اُڑیسہ اور مغربی بنگال کا شمار ہوتا ہے۔

(ب) درجے کی ریاستوں میں – جمّوں کشمیر، حیدرآباد، میسور، وسطی بھارت، راجستھان، سوراشٹر، تراونکور، کوچین اور پیپسو (پٹیالہ اینڈ ایسٹ پنجاب اسٹیٹس یونین) اِس طرح کل آٹھ ریاستوں کو شامل کیا گیا تھا۔

(ج) درجے کی ریاستوں میں – اَجمیر، بھوپال، کرگ، دلّی، بلاسپور، کچھ، ہماچل پردیش، تریپورا، منی پور اور وندھیہ پردیش اِس طرح کل دس ریاستوں کا شمار ہوتا تھا۔

(د) درجے کی ریاستوں میں – اندمان اور نکوبار جزائر کا شمار کیا گیا تھا۔

یہ تمام ریاستیں بھارتی سنگھ کا اٹوٹ حصّہ تھیں۔ ان چار قسم کی ریاستوں کے درجات یکساں نہیں تھے۔

بھارت کی ریاستوں کے آئین کا عمل 1950 میں شروع ہوا۔ اُس وقت مذکورۂ بالا ریاستوں کے مطابق چار قسم کی ریاستیں تھیں لیکن یہ انتظامیہ عارضی طور پر تھا دائمی طور پر نہیں تھا۔ زبان کے مطابق از سرِ نو تشکیل دینے کا مطالبہ پورے ملک میں شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے 1953 میں جواہر لال نہرو نے پارلیمان میں 'تشکیلِ نو انجمن' قائم کرنے کا اعلان کیا۔ جس میں سپریم کورٹ (عدالتِ عالیہ) کے سابق منصِف (جج) فضل علی (چیئرمین) اور دوسرے دو ممبران میں ہردئے ناتھ کُنزرو اور کے۔ ایم۔ پنکر کو بھی فائز کیا گیا۔ تشکیل نو انجمن نے پورے بھارت میں مختلف لوگوں کے تاثرات، آرا، مشورات، خیالات، پیش کش، ملاقات، خط وکتابت کے ذریعے عوام کی ہدایات حاصل کر کے انجمن کے پیشِ نظر تمام سفارشات رکھیں۔ اس کے علاوہ ممبئی میں دو زبان بولی جانے والی ریاست کی تشکیل ہوئی۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مہاراشٹر، گجرات اور سوراشٹر علاقوں کی راجدھانی ممبئی ہو۔ ان تمام سفارشات کی قراردادوں کو مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت میں منظور کیا گیا۔ بعد ازاں صدر کی اجازت لے کر 1956 میں تشکیلِ نو قانون بنایا گیا۔

اس طرح پرانے (الف)، (ب)، (ج) اور (د) قسم کی ریاستوں کو ختم کر کے بھارت کے آئین کے پہلے ضمیمے میں اصلاح کی گئی اور اس کے مقام پر اشتراکی ریاستیں اور مرکزی علاقے اس طرح دو حصّے ہوگئے۔ جو نئی چودہ ریاستیں تشکیل پائیں وہ آندھر پردیش، اَسم، اُڑیسہ، کرناٹک، کیرل، اتر پردیش، جمّوں کشمیر، مغربی بنگال، پنجاب، مدراس، بہار، مدھیہ پردیش، ممبئی اور راجستھان تھیں اور جو پانچ سنگھ ریاستوں کی تشکیل ہوئی وہ دہلی، ہماچل پردیش، منی پور، تریپورا، لکش دیپ جزائر تھے۔

آخر کار مرکزی حکومت کو ممبئی کی تشکیل نو کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور عیسوی سن 1960 میں ممبئی کی تشکیل نو کا قانون نافذ ہوا۔ 1960 کے اپریل کی 25 تاریخ کو اُسے تسلیم کیا گیا اور ریاست مہاراشٹر کی راجدھانی ممبئی طے کی گئی۔ گجرات کے سوراشٹر اور کچھ کے علاقے نئی ریاست کے طور پر 1 مئی 1960 میں تشکیل پائے۔ اس لیے اِس دِن کو 'گجرات کے قیام کا دن' کے طور پر مناتے ہیں۔

اَسم، میگھالیہ، منی پور، تریپورا، اروناچل پردیش، میزورم، ناگالینڈ جیسی سات ریاستوں کو سات بہنوں (Seven sisters) کے طور پر پہچانے جانے والی ریاستوں کی تشکیل ہوئی۔

بڑی ریاستوں میں جو علاقے شامل تھے اُن میں سے وہ چھوٹی الگ ریاستیں بنانا چاہتے تھے اس لیے بڑی ریاستوں میں سے چھوٹی ریاستیں بنانے کا مطالبہ جاری رہا۔ بالآخر عیسوی سن 2000 میں بہار میں سے جھارکھنڈ (راجدھانی : رانچی)، مدھیہ پردیش میں سے چھتیس گڑھ (راجدھانی : رائے پور)، اتر پردیش سے اُترانچل ریاست (راجدھانی : دہرادون) جیسی تین ریاستوں کی تشکیل کی گئی۔ 2014 میں آندھراپردیش میں سے تلنگانہ کی الگ ریاست کے طور پر تشکیل کی گئی۔ اب بھی ریاستوں کی تشکیل نو کا مطالبہ جاری ہے جس میں مہاراشٹر سے الگ ہونے کے لیے وِدربھ ریاست کے مطالبے کو شمار کر سکتے ہیں۔

فی الحال بھارتی سنگھ میں آندھر پردیش، اروناچل پردیش، اَسم، بہار، گوا، گجرات، ہماچل پردیش، ہریانہ، کرناٹک، کیرل، جموں کشمیر، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، راجستھان، اُڑیسہ، پنجاب، تامل ناڈو، تیلنگانہ، اتر پردیش، سکّم، تریپورا، مغربی بنگال، چھتیس گڑھ، اُترانچل، جھارکھنڈ اس کے علاوہ مرکزی علاقے چنڈی گڑھ، پونڈیچیری، لکش دیپ، اندمان اور نکوبار، دمن، دیو، دادرا اور نگر حویلی ہیں۔ اس طرح، بھارتی سنگھ میں 28 ریاستوں، دِلّی کی ریاست ایک قومی راجدھانی کا علاقہ، 7 مرکزی حکومت کے علاقے ہیں۔

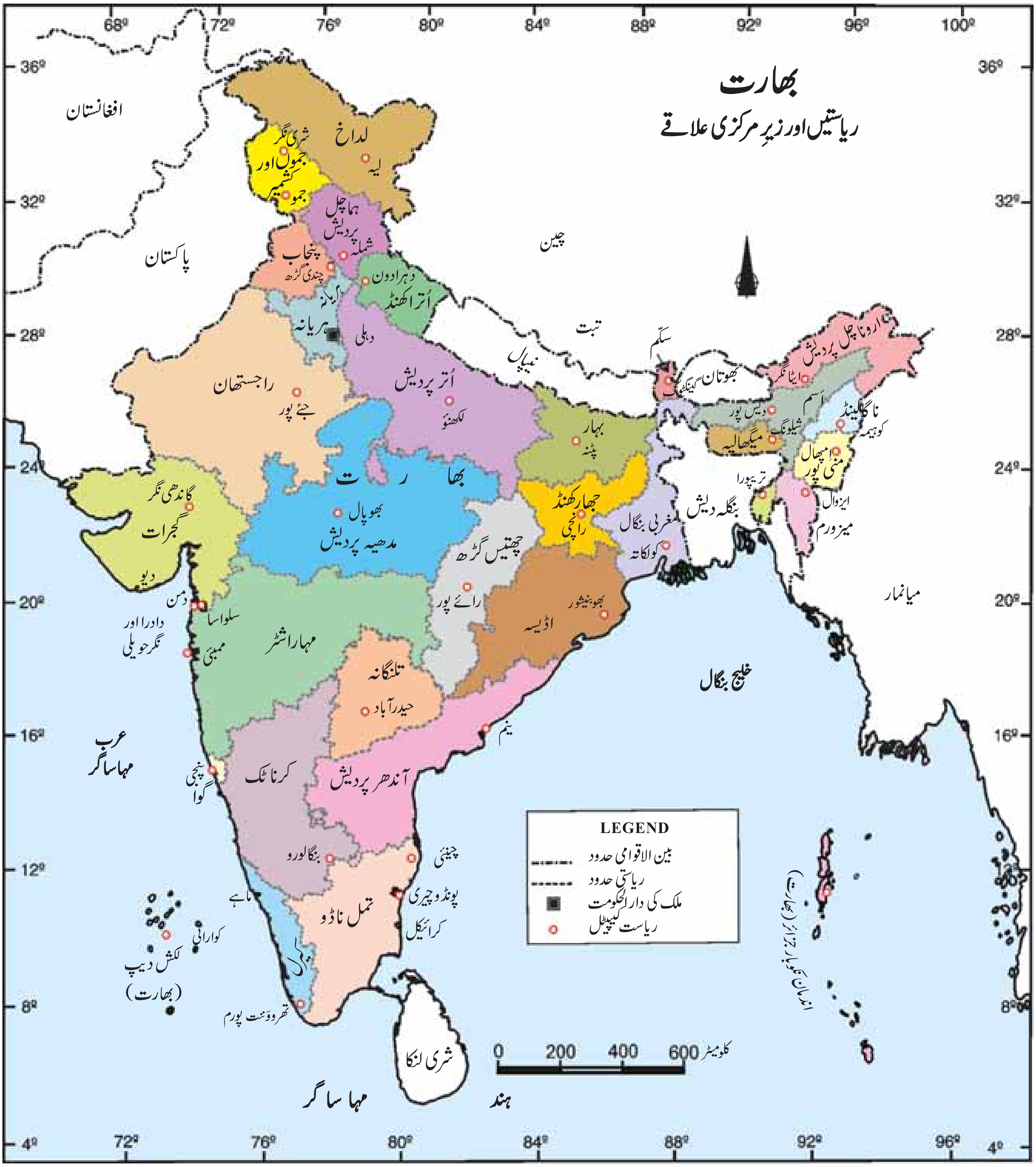

7.1 بھارت - ریاستیں اور مرکزی علاقے

علاقائیت

بھارت تنوعات میں اتحاد کا حامل ملک ہے۔ جس میں مختلف زبان بولنے والے، مختلف مذاہب، مختلف ذات پات اور تہذیب کے حامل لوگ رہتے ہیں۔ ملک میں موجود تنوعات شاید ہی دوسرے کسی ملک میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ کسی ایک خاص جغرافیائی علاقے میں عرصۂ دراز سے لوگوں کا قیام پذیر ہونا، اُن میں ایک قسم کا جذباتی اتحاد پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ زبان، مذہب، رسم ورواج، طرزِ زندگی، تاریخی روایتیں وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی یکسانیت ہونے کی وجہ سے اس علاقے کے باشندوں میں روحانی جذبہ، ایک دوسرے کے لیے آپسی لگاؤ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ تہذیبی ترقی کسی خاص ذات یا عوام کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ وہاں کی عوام کی مجموعی واتحادی کوششوں اور کامیابیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔

علاقائیت کو ترغیب دینے کے لیے یا اُس کی وسعت کو اور بھی بڑھانے کے لیے بعض لیڈر، رہنما، کئی فسادی عُنصر لوگوں کے جذبات کو ورغلانے کا کام کرتے ہیں۔ اس طرح، علاقائیت کے رجحانات کو بیدار کرنے والے اور اُسے اُکسانے والے نیز بہکانے والے عوامل ملک کے قومی اتحاد کے لیے نقصان دہ ہیں۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اِنسان ترقی حاصل کرنے کے لیے خواہش مند ہو یہ اچھی بات ہے۔ لیکن اُسے کامیاب بنانے کے لیے ترغیب دینا، تربیت دینا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے دیگر لوگوں کو نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔ ایسے جذبے سے علاقے کی ہمہ گیر ترقی نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ شدّت کی صورت اختیار کریں تو بدعنوانی کو دعوت دیتی ہے۔ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے اپنے علاقے اور ملک کو نقصان پہنچے۔ پورے ملک کے مفادات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد ملک میں علاقے کی بہ نسبت ملک کا اعلیٰ مقام ہونا ضروری ہے۔

بھارتی سماج میں غیر ملکی عوام کا اور اُن کی تہذیبی قدروں کا باہمی امتزاج ہوا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ تمام عوام جن علاقوں میں سکونت پذیر ہوئی وہاں مستقل رہنے کی وجہ سے اُس سرزمین سے ایک طرح کی اُنسیت اور محبت کا جذبہ پیدا ہوا۔ جسے علاقائیت کا جذبہ کہتے ہیں۔ اِس طرح کا لگاؤ یا جذبے کا پیدا ہونا، طویل عرصے کی سرگرمی کا نتیجہ تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علاقائیت کے جذبے میں کشیدگی پیدا ہونے لگی۔ علاقائیت کے عروج اور ترقی کے لیے زبان، ذات اور مذہب یہ تینوں عوامل اہم شمار کیے جاتے ہیں۔

زبان : زبان پرستی نے علاقائیت کو وسعت دی ہے۔ شمالی بھارت میں ہندی زبان اور جنوبی بھارت میں غیر ہندی زبان سے علاقائیت کا مطالبہ تیز تر بنا ہے۔ بھارت میں زبان کے مطابق ریاست کے تشکیل نو کے لیے ایک انجمن (اسٹیٹس ری آرگنائزیشن) قائم کی گئی جس کی سفارشوں کے مطابق کئی تبدیلیوں کے ساتھ اس قانون پر جب عمل درآمد ہوا اُس کے بعد کے دور میں ہی بھارت میں علاقائیت کا جذبہ رونما ہو چکا تھا۔

مذہب اور ذات : بھارت میں مختلف مذاہب کے پیروکار آباد ہیں۔ کئی ریاستوں میں ایک ہی قوم کی اکثریت والی عوام اپنے مذہب کی پیروی کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ناگالینڈ، میزورم، منی پور، میگھالیہ، اروناچل پردیش وغیرہ اُن کے رسم ورواج، روایت، طرزِ زندگی، تجارت میں تنوعات رہا ہے۔ اسم میں بوڈو ذات کے لوگ اپنے الگ علاقے کے لیے شدید تحریک کررہے ہیں۔ وہاں اُلفا بلوائی بھی فعال ہیں۔ علاقائیت کی وجہ سے پنجاب اور ہریانہ کی تقسیم ہوئی۔ اس طرح ریاست بہار ریاست میں سے جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش سے چھتیس گڑھ اور اُترپردیش سے اُتراکھنڈ جیسی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی تشکیل ہوئی ہے۔ فی الحال ریاست مہاراشٹر سے وِدربھ ریاست کی تشکیل کا مطالبہ جاری ہے۔ اس طرح ایک ہی علاقے میں اکثریت والی اور ایک ہی زبان بولنے والی عوام اپنے لیے الگ ریاست کا مطالبہ کرے، اپنے علاقوں کی ترقی کے لیے کوشاں رہے اور مفادات کے لیے تحریکیں کرے وہ بالآخر ملک کے مفاد کے لیے ہو ہی نہیں سکتا۔

بھارت کے آئین میں بھارت کو سالمیت، سوشلزم یعنی سماج وادی، غیر فرقہ وارانہ جمہوریت یعنی عوامی جمہوری حکومت کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ ریاستوں کی تشکیل نو کرنے کے دوران علاقائیت کے جذبے کی بہ نسبت پورے ملک کے قومی اتحاد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے۔

علاقائی عدم مساوات

غیر ملکی حکمرانوں نے جن علاقوں میں اقتصادی فوائد حاصل نہیں ہوئے وہاں ترقیاتی کام نہیں کیے۔ نتیجتاً ایسے علاقوں میں علاقائی عدم مساوات نے جنم لیا۔

بھارت کی آزادی کے بعد ملک کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے منصوبہ پنچ کی تشکیل کی گئی۔ اس کا خاص مقصد مختلف علاقوں کا معاشی ترقی کے ساتھ دوسرے شعبوں میں ترقی کا توازن برقرار رکھنا تھا۔ علاقائیت کا دباؤ، سیاسی وجوہات کے ذریعے ترقیاتی منصوبے اپنے علاقوں میں لے جانے کی کھینچا تانی، کشمکش، ترقی کے منبع وغیرہ بے شمار عوامل اُس میں کردار ادا کرتے رہے۔ جس کی بدولت متوازن ترقی کے شعبے میں عدم مساوات کی سرگرمی دیکھی جاسکتی ہے۔

اس طرح، ملک میں ترقی یافتہ، نیم ترقی یافتہ اور کم ترقی یافتہ ریاستیں نظر آتی ہیں۔ کئی ریاستوں کی اندرونی علاقائی ترقی میں بھی غیر یکسانیت نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر ریاستِ مہاراشٹر ترقی یافتہ درجہ میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن اُس کے علاقے وِدربھ اور مراٹھا واڑہ پسماندہ علاقے ہیں۔ ریاست آندھرپردیش میں رائل سیما نیز تیلنگانہ (علاقہ) ریاست کے کئی علاقے نیم ترقی یافتہ ہیں۔ کئی ریاستیں زرعی ترقی میں تو کئی صنعتی ترقی میں خصوصاً آگے ہیں۔ اس طرح، ریاستوں کے درمیان غیر یکسانیت کے لیے بہت سی وجوہات ذمّہ دار ہیں۔ جس سے علاقائی عدم مساوات پیدا ہوتی ہے۔ دو پڑوسی ریاستیں بھارت کی ہی کیوں نہ ہوں تب بھی اُن میں سرحدی زمین سے متعلق مسئلہ جاری رہتا ہے۔ مثال کے طور پر ریاست مہاراشٹر اور کرناٹک کے درمیان اور ریاستِ پنجاب اور ہریانہ کے درمیان سرحدی مسائل جاری ہیں۔

کسی علاقے کی سرزمین پر پانی کی تقسیم، معدنیات، پانی، صنعتی خام مواد اور زرعی شعبے کی سہولیات کے مطابق خود کی ہی سرزمین کو فائدہ حاصل ہو، ایسا تنگ فکری نظریہ کئی مقامات پر لوگوں میں نظر آتا ہے۔ اس علاقائی یا علاقائیت کے جذبے کی ذراسی خودغرضی یا خواہش ملک کے قومی اتحاد کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ملک آزاد ہونے کے بعد ریاست کی بہ نسبت ملک کا مقام اعلیٰ ہے۔ یہ مان کر ملکی جذبہ کی ترقی کو بڑھا کر ملک کی عزت، اونچا مقام قائم رہے اس لیے کوشش کرنا چاہیے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں ترقی

دنیا کے دیگر ترقی پذیر ملکوں کی بہ نسبت بھارت نے آخری نصف صدی میں ٹیکنالوجی کی ترقی کے شعبے میں جو کامیابی حاصل کی ہے اُس کے بارے میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ بھارت انتہائی ترقی یافتہ ملکوں کی ہمسری کرسکتا ہے۔ نہایت محدود وسائل اور خواندگی کی کم شرح ہونے کے باوجود اِن معاملات کے پس منظر میں بھارت نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں جو ترقی کی ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔ آزادی کے بعد بھارت کی قیادت کرنے والے عظیم تجربہ کاروں اور عالم سائنسدانوں جیسے کہ ڈاکٹر ہومی بھابھا، ڈاکٹر راجا رامنّا، ڈاکٹر وکرم سارابھائی، ڈاکٹر سی.وی. رامن اور انجینئری شعبے کے سر ایم.وشیویشریا، سام پترؤڈا، ڈاکٹر اے. پی. جے عبد الکلام (بھارت کے سابق راشٹر پتی) اور میٹرو ریلوے پروجیکٹ کو کامیاب بنانے والے ای.شری دھرن اور ایسے دیگر سائنس دانوں، انجینئروں، ٹیکنوکریٹ وغیرہ کا عطیہ قابلِ تعریف مانا جاتا ہے۔ ایسی سرگرمیوں کے ادارے جیسے کہ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائینسز اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، انڈین اسپیس رِسرچ آرگنائزیشن (اسرو) اور فِزیکل رِسرچ لیبوریٹری کے ساتھ قائم کردہ ادارے شمار کیے جاسکتے ہیں۔ بھارتی عورتوں کا بھی اس شعبے میں قابلِ ذکر عطیہ رہا ہے، جو ذیل کے مطابق ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں عورتوں کا عطیہ :

نمبر	نام	شعبہ
.1	پدم شری جانکی امّا	نباتات
.2	پدم شری اسیما چیٹر جی	علمِ کیمیا
.3	پدم شری ڈاکٹر آہوجا	علمِ طب
.4	شکنتلا دیوی	علمِ ریاضی میں انسانی کمپیوٹر (Human Computer)
.5	کلپنا چاولا	خلائی شعبے میں
.6	سُنیتا وِلیم	خلائی شعبے میں

اس کے علاوہ مختلف شعبوں میں عورتوں کا عطیہ تعجب خیز رہا ہے اور اُنہوں نے قومی ترقی میں اہم ترین عطیہ دیا ہے۔

آزادی کے بعد یا آزادی کے دوران غلّے کے معاملے میں بھارت خودکفیل رہا ہے، جب کہ آزادی کے فوراً بعد ہی آبادی میں اضافہ درج کیا گیا۔ اُس کے باوجود زرعی شعبے کے معاملے میں بھارت میں سبز انقلاب رونما ہوا۔ نتیجہ کے طور پر اناج کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور اناج کی پیداوار کے شعبے میں بھارت کی خود کفالت ایک اہم ترین کامیابی مانا جاسکتا ہے۔ کثیر المقاصد بندھ تعمیر کرنا، آبی ذخائر، نہریں، پانی کے منبع کے علاوہ زرعی سائنسدانوں اور زرعی شعبے میں سرگرداں ٹیکنالوجی کا استعمال نیز زرعی یونیورسٹیوں کا قیام ہونے سے اور مسلسل ہونے والی ایجادات کا بھی بھارت کی ترقی میں اہم رول رہا ہے۔

ایٹمی سائنس اور ٹیکنالوجی کا پُرامن طریقے سے استعمال کرنا اور اُس کے لیے تحقیقاتی اداروں اور تجربہ گاہوں کو درج کرنے کی سرگرمیاں بھی کم ہوئی ہیں۔ بھابھا ایٹمی تحقیقاتی مرکز، اس کے علاوہ سائنسدانوں، انجینئروں اور ٹیکنوکریٹوں کے مشترکہ جدید ترین ہاتھوں سے قائم کیے گئے ایٹمی مراکز کے ذریعے بجلی کی مانگ کو پورا کرنے کے لیے ہم کامیاب رہے ہیں۔ اتنا ہی نہیں، تحفظ کے لیے راجستھان کے پوکھرن میں دومرتبہ ایٹمی دھماکہ بھی کیا جسے پوری دنیا نے نوٹ کیا ہے۔

خلائی تحقیقاتی شعبے میں بھارت نے بیرونی خلاء میں سیارے روانہ کرنے کے لیے مخصوص قسم کے وہیکل GSLV (جیو سنکرونس سیٹلائٹ لونچ وہیکل) کو ترقی دی ہے۔ اس کے علاوہ روانہ کیے گئے سیاروں میں : آریہ بھٹ (1975)، بھاسکر (1979)، روہنی (1979) اور PSLV (پولر سیٹیلائیٹ لونچ وہیکل) اور آخرکار منگل گرہ تک پہنچنے کا مشن جاری ہے اور ساتھ ہی بتدریج سیارے روانہ کرنے میں پورے طور سے خود کفیل ہونا یہ ایک انوکھی کامیابی مانی جاسکتی ہے۔ اس کامیابی کے لیے بھارت میں واقع ادارہ اسرو ISRO کا کردار قابلِ ذکر رہا ہے۔ اتنا ہی نہیں، عالمی درجے کی نیز بین الاقوامی سطح کے اداروں میں بھارتی سائنسدانوں وغیرہ کا عطیہ قابلِ ذکر ہے۔ خبر رسانی کے شعبے میں ٹیلیفون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، موبائل فون، اسمارٹ فون، ٹیبلیٹ، فیکس، ای۔میل، ٹیوٹر اور کمپیوٹر وِٹس ایپ کے ذریعے بھارت دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک کے ہمسر کھڑا ہے۔ (نظامِ انتظامیہ میں کمپیوٹر کا استعمال بڑھنے سے بلاواسطہ طور پر ماحول کے تحفظ کے لیے اور کاربن کریڈٹ دینے میں کامیاب رہا ہے۔)۔

صنعتوں، بجلی، زراعت اور صحت وغیرہ شعبوں میں بایوٹیکنالوجی کا استعمال اور اُس میں مسلسل ہونے والی تحقیقاتوں اور ترقی (رِسرچ اینڈ ڈیولپ مینٹ) کی وجہ سے ڈیجیٹل انڈیا اور میک اِن انڈیا کے نعرے دنیا بھر میں مشہور ہورہے ہیں۔ بحری تحقیقاتی شعبے میں ترقی کی کوششوں، انسانی تحقیقاتوں کے بہترین استعمال کی کوششوں، راستوں اور بندرگاہوں کی ترقی اور تعلیم، حفظانِ صحت کے شعبے میں انسانی زندگی کی مکمل ترقی کے لیے ہونے والی کوششیں صدرتِ ہدف کی علامت ہیں۔ اقوامِ متحدہ (UN) کے ذریعے 21 جون کا دن 'عالم یومِ حفظانِ صحت' منانے کا فیصلہ کے روشن مستقبل کا نظارہ کراتی ہے۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے:

(1) دیسی ریاستوں کے اشتراک کے بارے میں مختصر معلومات دیجیے۔

(2) حیدرآباد اور جوناگڑھ ریاستوں کو بھارتی سنگھ میں کس طرح شامل کیا گیا ؟ اُس کی مختصر بحث کیجیے۔

(3) دیو، دمن اور گوا کے بھارتی سنگھ میں شامل ہونے کی معلومات دیجیے۔

2. ذیل کے سوالات کے مختصر طور پر جواب دیجیے:

(1) دیسی ریاستوں کو بھارتی سنگھ میں شامل کرنے کے لیے سردار پٹیل نے کیا اپیل کی تھی ؟

(2) حیدرآباد میں کس لیے پولیس ایکشن کیا گیا تھا ؟

(3) فرنچ سرکار اپنی قائم کردہ نوآبادیات بھارت کے سپرد کرنے کے لیے کیوں تیار ہوئی ؟

(4) 'آپریشن وکٹری' یعنی کیا ؟ وہ کس لیے کیا گیا ؟

3. ذیل کے عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیے:

(1) دیسی ریاستوں کے اشتراک میں سردار پٹیل کا کردار

(2) ٹیکنالوجی کے شعبے میں بھارت کی ترقی

(3) سبز انقلاب

(4) علاقائیت

(5) علاقائی عدم مساوات

4. ہر ایک سوال کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے جواب لکھیے :

(1) آزادی حاصل ہونے کے بعد عارضی حکومت کے وزیرِ داخلہ کے طور پر کس کا انتخاب کیا گیا تھا ؟
(A) سبھاش چندر بوز (B) وڈودرا کے گائیکواڑ
(C) سردار ولبھ بھائی پٹیل (D) موتی لال نہرو

(2) ذیل میں سے کون سا علاقہ مرکزی علاقہ نہیں ہے؟
(A) چندی گڑھ (B) ہماچل پردیش
(C) لکش دیپ (D) پونڈیچیری

(3) فی الحال بھارتی سنگھ میں کتنی ریاستیں ہیں؟
(A) 26 ریاستیں (B) 27 ریاستیں
(C) 28 ریاستیں (D) 29 ریاستیں

(4) عیسوی سن 2014 میں آندھرپردیش سے کون سی ریاست الگ ہوئی ؟
(A) اُترانچل (B) چھتیس گڑھ
(C) تیلنگانہ (D) بہار

(5) ریاستِ جھارکھنڈ کس ریاست سے الگ ہوا ؟
(A) چھتیس گڑھ (B) بہار
(C) تیلنگانہ (D) اترانچل

(6) ذیل میں سے کون سی ریاست سات بہنوں (Seven Sisters) میں سے ایک نہیں ہے؟
(A) منی پور، آسم (B) تریپورا، اروناچل
(C) میزورم، ناگالینڈ (D) اُترانچل، جھارکھنڈ

(7) ذیل میں سے کون سی ریاست بھارتی سنگھ کی 29 ریاستوں میں سے نہیں ہے؟
(A) آندھرپردیش (B) گوا
(C) دِلّی (D) گجرات

(8) گجرات کا قیام کا دن کونسا ہے؟
(A) 1 مئی 1961 (B) 1 مئی 1960
(C) 1 مئی 1962 (D) 1 مئی 1970

(9) بھارت نے آزادی کے بعد سماجی اور اقتصادی ترقی کے لیے کس انجمن کا قیام کیا؟
(A) زرعی انجمن کی (B) محکمۂ تعلیم کی
(C) منصوبہ پنچ کی (D) کوٹھاری پنچ کی

سرگرمی

- شمال-مشرق ریاستوں (Seven Sisters) کے متعلق معلومات اکٹھا کیجیے۔
- جوناگڑھ کی عارضی حکومت کے متعلق معلومات اکٹھا کیجیے۔

اکائی 2 : جدید ملک کی تعمیر

اب تک آپ نے بھارت میں برطانوی حکومت کا عروج، بھارت کی مذہبی، سماجی اور قومی تحریکوں، دنیا کی سیاسی لہروں، دو عالمی جنگوں، انقلاب روس، ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں اشاعت پذیر قوم پرستی کے علاوہ بھارت کی تحریکِ آزادی یا آزاد بھارت کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کیا۔

اب، اس اکائی میں ہم بھارت کی ملک جدید کے طور پر تعمیر کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد بھارت سب سے پہلے نظام حکومت کے لیے آئین کے تشکیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آئین ساز کمیٹی نے وسیع بھارت کی متنوع عوام کی اُمیدوں اور آرزوؤں کی تکمیل کے لیے دنیا کے بہترین جمہوری ملکوں کے آئین کی عمدہ خصوصیات کو شامل کیا، اس تشکیل کردہ آئین کا عمل 26، جنوری 1950 سے شروع ہوا۔ جب بھارت جمہوری عوامی حکومت کا حامل ملک بنا۔

لاتعداد زبانوں، مذہبوں، ذاتوں اور تہذیبوں کے حامل بھارت جیسے ملک کا نظام جمہوری طریقے سے اور نظامت عمدہ طریقے سے کی جا سکے اس کے لیے بھارت میں اقتدارکل، سرزمین، سوشلزم، غیرفرقہ واریت اور قومی اتحاد، بھائی چارے اور مساوات کے اُصولوں کے انحصار پر ملک میں فلاح وبہبودی قائم کرنے کا بنیادی مقصد واضح تھا۔

انسان کا انسان کے طور پر فخر عطا کرنے کے لیے انسانی آزادی کے تحفظ کے طور پر ملک کے استحکام نیز ریاست کی خودمختار حکومت کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کے لیے بنیادی حقوق حاصل ہونا ضروری ہے۔

سیاست کے راہنما اُصولوں کی بنیاد پر اپنے مناسب مواقع کا پابند رہ کر پالیسی بنانے میں اور اُس پر عمل درآمد کرکے ایسے سماجی تشکیل کو قائم کرنے کی کوشش کرنے کے لیے ریاستوں کو حکم دینے کے طور پر آئین میں اہتمام کیا گیا ہے۔

حکومت کے تین اہم اعضاء مجلس قانون ساز، انتظامیہ اور عدلیہ ہیں۔ ان تینوں اعضاء کی تشکیل، اُن کے کام اور اختیارات کا باریک سے باریک تجزیہ آئین کے تشکیل کاروں نے آئین میں کی ہے۔ جمہوریت کے حامل ملک کا نظام کیسے چلانا، مقامی سوراج کے اداروں سے پنچایت راج تک جمہوریت کا عمل درآمد ہو اور جمہوریت کے خوشگوار نتائج لوگوں کو حاصل ہوں اس لیے آئین میں موقع در موقع اہتماموں سے متعلقہ ضروری اصلاحات کی گئی ہیں۔

ملک میں قوانین پر عمل درآمد ہو اور حقوق وفرائض کے تحفظ کے لیے نیز بنیادی فرائض کے لیے آزاد، غیر جانبدار اور وحدانی عدالتی نظام کا ہونا جمہوری ملک کے لیے یا جمہوریت کے لیے بنیادی ستون مانا گیا ہے۔ جب کہ غیر جانبدار، شفاف اور منصفانہ انتخابات جمہوریت کا پیمانہ ہیں۔ جمہوری نظامِ حکومت میں حصہ لینے کے لیے تمام شہری آزاد اور یکساں ہیں۔ اس کے لیے ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا ہے۔ لوگوں کے چناؤ، چناؤ پنچ، سیاسی جماعتیں اور رائے عامّہ کو تربیت دینے والے اداروں کی کارکردگی پر، مختلف ذرائع پر سیاسی طور پر بیدار شہری مسلسل ایک مخصوص نظر رکھتے ہیں۔ چناؤ کے لیے چناؤ کرتے وقت مصدقہ، سرشار، بیدار، وفادار، عوام کے مفاد کے لیے کام کرے ایسا، خدمات کے کام انجام دے ایسے جذبے کے حامل عوامی نمائندوں کو منتخب کرکے لوگ اپنا لیڈر بناتے ہیں۔ اس طرح، جمہوری ملک میں عوام جمہوری طور سے جدید بھارت کی تعمیر میں اصلاح پسند عطیہ دیتی ہیں۔

8 بھارت کے سیاسی آئین کی تشکیل اور خصوصیات

آئین کا مطلب

کسی بھی ملک کا نظام چلانے کے لیے بنائے گئے اُصولوں کے منظّم ذخیرے کو ملک کا آئین کہا جاتا ہے۔

اہمیت

آئین ملک کا بنیادی اور اہم دستاویز ہے۔آئین میں کیے گئے اہتمام کے مطابق ملک کے قوانین تشکیل کیے جاتے ہیں۔ ملک کے قوانین آئین کے فرمانبردار اور آئینی اہتمام کا انبار ہی ہونا چاہیے۔آئین قوانین سے بالاتر ہے۔آئین میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہونے والی لوگوں کی ضرورتیں، اُمیدیں، خواہشات، آرزوئیں اور لوگوں کے اعلیٰ جذباتوں کی بازگشت سنائی دیتی ہیں۔ اس لیے آئین ایک زندہ اور بنیادی دستاویز مانا جاتا ہے۔

آئین کی تشکیل کا عمل

آزادی سے قبل برطانوی حکومت کے ذریعے 25 مارچ 1946 کے روز تین ممبروں کے کیبینیٹ مشن کو بھارت کی آزادی کا حل تلاش کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ اُنہوں نے آئین کی تشکیل کا خاکہ تیار کرنے کے لیے آئین ساز کمیٹی کی تشکیل کی۔

آئین ساز کمیٹی میں کل 389 ممبران تھے۔جس میں مختلف اقوام، مذہب، ذات، جنس (تذکیروتانیث) اور جغرافیائی علاقے کے لوگ، سیاسی جماعتوں کے رہنما نیز مختلف علاقوں کے دانشور لوگوں کا شمار کیا گیا تھا۔جس کے مطابق جواہر لال نہرو، سردار ولبھ بھائی پٹیل، مولانا ابوالکلام آزاد، شیام پرساد مکھرجی، ایچ پی مودی، ایچ وی کامتھ، فرینک اینتھنی، کنہیالال منشی، کرشن سوامی آئنگر، بلدیوسینھ، نسواں ممبر میں سروجنی نائڈو اور وجیہ لکشمی پنڈت وغیرہ کا شمار ہوتا تھا۔آئین ساز کمیٹی کے صدر کے طور پر ڈاکٹر راجیند ر پرساد تھے، یعنی راجیند ر پرساد آئین ساز کمیٹی کے منتخب شدہ صدر تھے اور آئین کے مسودہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر بھیم راؤ آمبیڈکر تھے۔

آئین ساز کمیٹی نے اپنا کام 9 دسمبر 1946 سے شروع کیا تھا۔آئین ساز کمیٹی نے دو سال گیارہ ماہ اور 18 دنوں میں ہونے والے کل 166 اِجلاس میں کارکردگی مکمل کی تھی۔ اس کارکردگی کے دوران اُنہوں نے دنیا کے مختلف ممالک کے آئین کے اہم خصوصیات کا مطالعہ کرکے اور مفصل طریقے سے بحث ومباحثہ کرکے آئین تشکیل دیا تھا۔آئین میں پہلے 295 آرٹیکل اور 8 ضمیمے تھے، اس کے بعد اصلاح کے ساتھ 395 مضامین (آرٹیکل) اور 9 ضمیموں کے ساتھ آئین کی آخری صورت مقرر کی گئی۔ 26 نومبر 1949 کے روز آئین ساز کمیٹی میں سبھی کی رضامندی سے قانون نافذ کیا گیا اور قوانین کی شکل اختیار کی اور 26 جنوری 1950 سے بھارت میں آئین پر عمل درآمد ہوا اور بھارت کے 'جمہوری ملک' ہونے کا اعلان کیا گیا۔جس کی وجہ سے ہم 26 جنوری کو 'یومِ جمہوریہ' کے طور پر شاندار طریقے سے مناتے ہیں۔ بھارت کے آئین میں قومی علامت کے طور پر 'چار شیروں کے منہ والی تصویر' اور نعرے کے طور پر 'ستیہ میو جیتے' کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہمارے آئین میں لوگوں کے بنیادی حقوق، فرائض، سیاست کے راہنما اُصول، اعضائے حکومت اور کارگزاریاں نیز انتظامیہ کی ہدایات، عدلیہ کے انتظام جیسی بے شمار باتوں کو شمار کیا گیا ہے۔اس طرح، بھارت کا آئین دنیا کا سب سے مفصل اور ترتیب وار اور تحریری دستاویزی شکل میں ہے۔

تمہید کیا ہے؟

تمہید آئین کا ابتدائی قلمی صورت اور مخصوص مقام کا حامل جزو ہے۔ بھارت کا آئین تمہید (دیباچہ) سے شروع ہوتا ہے۔تمہید میں بتائے گئے الفاظ کے مطابق تمہید کو آئین کی روح قرار دیا گیا ہے۔